سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2008

جمعتہ المبارک 14، سوموار 17، منگل 18، بدھ 19، جمعرات 20، جمعتہ المبارک 21۔نومبر 2008

(یوم الجمع 15، یوم الاثنین 18، یوم الثلاثہ 19، یوم اربعاء 20، یوم الخمیس 21، یوم الجمع 22۔ذیقعد 1429ھ)

پندرھویں اسمبلی: دسواں اجلاس

جلد 10 (حصہ اول) : شمارہ جات 1 تا 6

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

دسواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 14۔نومبر2008

جلد10 : شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	------------	1
2۔	ایجنڈا	------------	3
3۔	ایوان کے عہدے دار	------------	5
4۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	------------	9
5۔	نعت رسول مقبولﷺ	------------	10
6۔	چیئرمینوں کا پینل	------------	10

	حلف	
7۔	نو منتخب رکن اسمبلی کا حلف ------------	11
	پوائنٹ آف آرڈر	
8۔	خواتین ممبران اسمبلی کو سالانہ ترقیاتی فنڈز دینے کا مطالبہ ------------	11

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تعزیت	
9۔	سابق ڈپٹی سپیکر سردار حسن اختر موکل، سابق وزیر ڈاکٹر اشفاق الرحمن، کوئٹہ میں زلزلہ اور پشاور میں بم دھماکوں سے وفات پانے والوں کے لئے دعائے مغفرت ------------	12
	پوائنٹ آف آرڈر	
10۔	ضلعی ڈویلپمنٹ سٹینڈنگ کمیٹی میں منتخب رکن اسمبلی کو شامل کرنے کا مطالبہ ------------	16
	سوالات (محکمہ جات جیل خانہ جات اور محنت وانسانی وسائل)	
11۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	19
12۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	49
	تحاریک استحقاق	
13۔	ایڈیشنل آئی۔جی (ٹریننگ) فیاض میر کا رکن اسمبلی سے ہتک آمیز رویہ (---جاری) ------------	67
	سوموار، 17۔نومبر 2008	
	جلد 10 : شمارہ 2	
14۔	ایجنڈا ------------	69
15۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ------------	71

16۔	حمد باری تعالیٰ ------------	72
17۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------	73
	قرارداد	
18۔	معزز رکن و سابق ڈپٹی سپیکر پنجاب اسمبلی	
	سردار شوکت حسین مزاری (مرحوم) کے لئے تعزیت اور خراج عقیدت ------------	74

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	منگل، 18 ۔نومبر 2008	
	جلد 10 : شمارہ 3	
19۔	ایجنڈا ------------	99
20۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	103
21۔	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	104
	پوائنٹ آف آرڈر	
22۔	اجلاس کی کارروائی بروقت شروع کرنے پر جناب ڈپٹی سپیکر کو خراج تحسین ------------	104
	سوالات (محکمہ جات جنگلات و جنگلی حیات اور سیاحت)	
23۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	106
24۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	143
	پوائنٹ آف آرڈر	
25۔	صوبہ میں ملٹی نیشنل کمپنیوں کی جانب سے ناقص	
	اور مضر صحت اشیاء کی فروخت ------------	166
	تحاریک استحقاق	
26۔	سی۔پی۔او راولپنڈی کا اڈیالہ جیل میں عمر قید کے مجرموں کو اپنے	

	حقیقی بھائی کی نماز جنازہ میں شرکت کی اجازت نہ دینا (۔۔۔جاری) ------------	177
27۔	میڈیکل اینڈ ہیلتھ انسٹی ٹیوشنز کی رپورٹ برائے سال 2007 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا ------------	183
28۔	ایڈیشنل رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی گوجرانوالہ کیمپس کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ ------------	184
29۔	پرنسپل کوئین میری کالج لاہور کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ ملاقات سے انکار ------------	185
	تحاریک التوائے کار	
30۔	ایل ڈی اے کا واجبات وصول کرنے کے باوجود کرسچئن کمیونٹی کو حقوق ملکیت نہ دینا ------------	187

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
31۔	گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کی چوری کی روک تھام کے لئے ٹریکر سسٹم اپنانے کا مطالبہ ------------	189
32۔	جعلی ٹریڈنگ کمپنیوں کا انعامی سکیم کے ذریعے عوام الناس کو لوٹنا ------------	190
33۔	جناح گارڈن لاہور میں عوام کو ہیلتھ کلب کی مفت سہولیات سے محروم کرنا ------------	194
	پوائنٹ آف آرڈر	
34۔	مخصوص نشستوں پر منتخب ہونے والی خواتین اراکین اسمبلی کے ترقیاتی فنڈز جاری نہ کرنا ------------	196
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
	مسودات قانون (جو متعارف ہوئے)	
35۔	مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 2008 ------------	215
36۔	مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی مصدرہ 2008 ------------	218
37۔	مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 2008 ------------	221

قرار دادیں (مفاد عامہ سے متعلق)

38۔ عوام کی جمع شدہ رقوم پر بنکوں کو افراط زر کی سالانہ شرح سے 2 فیصد زائد سالانہ منافع دینے کا مطالبہ ------------ 225

39۔ سول سیکرٹریٹ، لاہور ہائی کورٹ اور صوبائی اسمبلی پنجاب کے ملازمین کو ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت دینے کا مطالبہ ------------ 227

40۔ فلم انڈسٹری، ٹی۔وی سٹیج اور دیگر فن سے وابستہ افراد کے لئے آرٹسٹ ہاؤسنگ کالونی کا قیام ------------ 231

41۔ صوبہ کی جیلوں میں مقررہ قید ختم ہونے اور جرمانہ ادا نہ کر سکنے والے قیدیوں کی رہائی ------------ 233

42۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 میں ترمیم ------------ 236

43۔ عام بحث کی تحاریک ------------ 239

44۔ قادر پور گیس فیلڈ کی فروخت پر بحث ------------ 241

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	پوائنٹ آف آرڈر	
45۔	چک نمبر 39/4L بھوجوآنہ (اوکاڑہ) کے رہائشی پر تشدد کرنے والے ملزموں کو پولیس کا گرفتار نہ کرنا ------------	243
	بدھ، 19۔نومبر 2008	
	جلد 10 : شمارہ 4	
46۔	ایجنڈا ------------	245
47۔	تلاوت قرآن پاک و اُردو ترجمہ ------------	247
48۔	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	248
	سوالات (محکمہ لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ)	
49۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	248

50-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	280
51-	کورم کی نشاندہی ------------	318
	تحاریک استحقاق	
52-	سی پی او، راولپنڈی کا اڈیالہ جیل میں عمر قید کے مجرموں کو ان کے حقیقی بھائی کی نماز جنازہ میں شرکت کی اجازت نہ دینا (---جاری) ------------	321
53-	ڈی سی او ڈیرہ غازی خان کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ ------------	322
54-	ایڈیشنل رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی گوجرانوالہ کیمپس کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ (----جاری) ------------	325
	تحاریک التوائے کار	
55-	حکومتی پراجیکٹس میں تعینات منظور نظر افراد کو بھاری معاوضہ دینے سے حکومت کے مالی بوجھ میں اربوں روپے کا اضافہ ------------	335
	سرکاری کارروائی	
	آرڈیننس (جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)	
56-	آرڈیننس (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ 2008 ------------	338

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

جمعرات، 20-نومبر 2008

جلد 10 : شمارہ 5

57-	ایجنڈا ------------	343
58-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	345
59-	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	346
	پوائنٹ آف آرڈر	
60-	کورم کی نشاندہی کا حق ------------	346

61- CIA War پر حکومتی وضاحت کا مطالبہ ------------ 347

سوالات (محکمہ داخلہ)

62- نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------ 350

63- نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------ 389

پوائنٹ آف آرڈر

64- وفاقی حکومت کی جانب سے ملک میں زرعی انکم ٹیکس لاگو کرنے کا فیصلہ ------------ 422

توجہ دلاؤ نوٹس

65- میلسی، طالبہ کی ہلاکت اور حکومتی اقدامات ------------ 438

66- سیالکوٹ، پولیس تشدد سے نوجوان کی ہلاکت ------------ 441

تحاریک استحقاق

67- ڈی پی او جھنگ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ملاقات سے انکار ------------ 445

68- حکمت عملی کے اصولوں پر مبنی رپورٹ برائے سال 2006
کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا ------------ 449

69- قانون ترقی شہر پنجاب مصدرہ 1976 کے تحت قائم اتھارٹی کی سرگرمیوں
کی سالانہ رپورٹ برائے سال 06-2005 کا پیش نہ کیا جانا ------------ 452

نمبر شمار مندرجات صفحہ نمبر

تحاریک التوائے کار

70- ایل ڈی اے کا واجبات وصول کرنے کے باوجود
کرسچئن کمیونٹی کو حقوق ملکیت نہ دینا (---جاری) ------------ 455

71- ڈی اے پی اور یوریا کھاد کی بلیک میں فروخت کے خلاف
کسان بورڈ پاکستان کا احتجاجی مظاہرہ ------------ 456

72- محکمہ آبپاشی کی انتظامیہ کی جانب سے پنجاب اریگیشن ڈویلپمنٹ اتھارٹی (پیڈا)

	کو اختیارات کی منتقلی میں رکاوٹ ------------	458
73۔	لاہور میں سڑکوں کی توسیع اور ترقیاتی منصوبوں کے لئے حاصل کی گئی	
	اراضی کے مالکان کو معاوضے کی ادائیگی میں تاخیر ------------	460
74۔	چنیوٹ میں سخی عبدالوہاب کے میلہ پر اغواہونے والے	
	بچے کی بازیابی کے بعد عوام میں خوف وہراس ------------	461
75۔	کورم کی نشاندہی ------------	465

جمعتہ المبارک، 21۔نومبر 2008

جلد 10 : شمارہ 6

76۔	ایجنڈا ------------	467
77۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	469
78۔	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	470
	سوالات (محکمہ جات ہاؤسنگ وشہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجنیئر نگ)	
79۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات ------------	470
80۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	505
	پوائنٹ آف آرڈر	
81۔	پنجاب میں فوڈ سپورٹ سکیم کی رقم میں پوسٹ مینوں کی خورد بُرد ------------	542
	تحاریک استحقاق	
82۔	ایس۔ایچ۔او جلالپور بھٹیاں کا معزز خاتون رکن اسمبلی	
	کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ ------------	550

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

83۔	وائس چانسلر زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کا معزز رکن اسمبلی	
	کا فون سننے سے انکار ------------	553
	تحاریک التوائے کار	

84۔ پنجاب پولیس کی کارکردگی کی نگرانی اور جواب طلبی کے لئے قومی اسمبلی
کے ارکان پر مشتمل کمیٹی کا قیام ------------ 557
85۔ ایل ڈی اے کا واجبات وصول کرنے کے باوجود
کرسچئن کمیونٹی کو حقوق ملکیت نہ دینا (---جاری) ------------ 559
رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)
86۔ مجلس خصوصی کی رپورٹیں برائے مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب لینڈ ریونیو مصدرہ
2008 اور تحاریک استحقاق نمبر 3,7/2008 کا ایوان میں پیش کیا جانا------------ 560
87۔ انڈکس

نعت رسول مقبولﷺ

نعت رسول مقبولﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

کچھ نہیں مانگتا شاہوں سے یہ شیدا تیرا
اس کی دولت ہے فقط نقش کف پا تیرا
پورے قد سے میں کھڑا ہوں تو یہ تیرا ہے کرم
مجھ کو جھکنے نہیں دیتا ہے سہارا تیرا
ایک بار اور بھی بطحا سے فلسطین میں آ
راستہ دیکھتی ہے مسجد اقصیٰ تیرا
کچھ نہیں مانگتا شاہوں سے یہ شیدا تیرا
اس کی دولت ہے فقط نقش کف پا تیرا

چوہدری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! سابق وزیر ڈاکٹر اشفاق الرحمٰن کا انتقال ہو گیا ہے ان کے لئے فاتحہ خوانی کرادیں۔

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آپ تشریف رکھئے گا۔ اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہتا ہوں کہ وہ پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

چیئرمینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اس اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز اراکین پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے:۔

1۔ جناب سعید اکبر خان، ایم۔پی۔اے پی پی۔49
2۔ ڈاکٹر اسد اشرف، ایم۔پی۔اے پی پی۔138
3۔ ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال، ایم۔پی۔اے پی پی۔235
4۔ سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، ایم۔پی۔اے ڈبلیو۔352

جناب افتخار احمد خان: جناب سپیکر! ہمارے ایک ساتھی نئے ممبر منتخب ہو کر آئے ہیں، ان کا حلف لے لیا جائے۔

جناب سپیکر: ایک منٹ آپ تشریف رکھیں۔ دیکھیں! مجھے پتا ہے۔ یہ بات میرے علم میں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں اس کے بعد آپ کی بات سنتا ہوں۔

حلف

نو منتخب رکن اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: جی، محمد اعظم چیلا صاحب یہاں تشریف فرما ہیں۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ وہ اپنی سیٹ پر کھڑے ہو جائیں اور حلف کے لئے تیاری فرمائیں۔

(اس مرحلہ پر نو منتخب رکن صوبائی اسمبلی پنجاب جناب محمد اعظم چیلا نے حلف لیا)

جناب سپیکر: آپ کو بہت بہت مبارک۔ اپنے دستخط فرمائیں اور اپنے دستخط فرمانے کے بعد آپ اگر کچھ بولنا چاہیں تو میں آپ کو دو چار منٹ دے سکتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر نو منتخب رکن جناب محمد اعظم چیلا نے حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت فرمائے)

پوائنٹ آف آرڈر

خواتین ممبران اسمبلی کو سالانہ ترقیاتی فنڈز دینے کا مطالبہ

معزز خواتین ممبران حزب اقتدار: جناب سپیکر! ہماری بات سنیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ہم دھوکہ میں رہے ہیں۔ پہلے ہمیں 80 لاکھ روپیہ دیا گیا جو کہ lapse ہوا۔ اس کے بعد آپ نے اعلان کیا کہ 2008 اور 2009 کے فنڈز ہم reserve seats والی خواتین کو دیں گے، آپ سکیمیں دیں۔ ہم نے سکیمیں دیں، ہم نے ان علاقوں سے وہ سارا کچھ اکٹھا کیا۔ اب آپ نے ہمارے وہ فنڈز بھی روک لئے ہیں۔ اب آپ بتائیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے اور اگر ہمیں یہ فنڈز نہ ملے تو آج ہمارا آپ کے ساتھ یہ احتجاج ہے۔

ایک خاتون معزز رکن: جناب سپیکر! ہم ساری اظہار یکجہتی کے طور پر کھڑی ہیں۔

جناب سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں۔ میں اپنی پیاری بہنوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ لاء منسٹر صاحب اس کا جواب دے رہے ہیں۔ (شور وغل)

آپ بات تو سنیں ناں۔ لاء منسٹر صاحب ابھی آپ سے مخاطب ہو رہے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ جی، لاء منسٹر صاحب! میرے خیال میں آپ نے بہنوں کا مطالبہ بغور سن لیا ہے۔ اب کوئی اچھے طریقے سے اس کا جواب دیجئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہماری بہنوں نے یہ اتنی شدت سے اور اتنا پُر زور مطالبہ آج ہی پیش کیا ہے تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ وہ اپنے اس مطالبہ کو کل تک pending کر دیں۔ میں اس کے بارے میں پوری طرح سے آگاہ ہو کر انشاء اللہ تعالیٰ ان کو اعتماد میں لوں گا اور غالب امکان یہی ہے کہ ان کے جو فنڈز ہیں وہ انشاء اللہ تعالیٰ ان کو release ہوں گے اور ان کے کام ہوں گے۔

جناب سپیکر: پیاری بہنو! آپ نے وزیر قانون صاحب کی بات سن لی ہے۔ آپ کل تک اپنے احتجاج کو نہ کریں۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! ٹیچروں کی ملازمت میں ایم پی ایز کے لئے کوٹا مقرر کریں۔

جناب سپیکر: آہستہ آہستہ، دھیرے دھیرے کام ٹھیک ہو گا۔ آپ ایک دم سے معاملے کو خراب نہ کریں۔ آپ نے رانا صاحب کی بات سن لی ہے۔ اس کے بعد فاتحہ خوانی کے لئے ہم چلتے ہیں۔

تعزیت

سابق ڈپٹی سپیکر سردار حسن اختر موکل، سابق وزیر ڈاکٹر اشفاق الرحمٰن، کوئٹہ میں زلزلہ اور پشاور میں بم دھماکوں سے وفات پانے والوں کے لئے دعائے مغفرت

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جناب حسن اختر موکل صاحب۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ جو فرما رہے ہیں، مجھے احساس ہے۔ حسن اختر مؤکل صاحب اس معزز ایوان کے ممبر اور ڈپٹی سپیکر رہ چکے ہیں، ان کے لئے بھی فاتحہ خوانی کروائی جائے گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ڈاکٹر اشفاق الرحمٰن کے لئے بھی فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! کوئٹہ میں زلزلہ سے وفات پانے والوں کے لئے بھی فاتحہ خوانی کی جائے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ہمارے ایم پی اے اعجاز احمد نون صاحب کی ہمشیرہ وفات پا گئی ہیں ان کے لئے بھی دعا کریں۔

جناب سپیکر: جی، ان تمام کے لئے اور کوئٹہ میں زلزلہ سے وفات پانے والوں کے لئے، میں آپ سے گزارش کروں گا کہ فاتحہ خوانی کی جائے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اسلام آباد میریٹ ہوٹل، ولی باغ پشاور میں جو بم دھماکہ ہوا اور بلوچستان میں زلزلہ سے جو افراد جاں بحق ہوئے ان سب کے لئے دعا کرنے سے پہلے یہ گزارش ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے سب سے پہلے جو فنڈ قائم کیا اور بلوچستان کو دس کروڑ روپے دیئے اس مثال کو قائم رکھتے ہوئے ہمیں پنجاب اسمبلی کی طرف سے اور جناب! کی طرف سے ایک فنڈ قائم کرنا چاہئے اور ایک دن کی اپنی تنخواہ اس فنڈ میں ڈال کر ہمیں بھی اس کام میں متاثرین زلزلہ کے ساتھ اپنی یکجہتی کا یقین دلانا چاہئے۔ بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: تمام حضرات نے بھٹی صاحب کی بات سنی ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی جو میٹنگ آپ کی صدارت میں ہوئی ہے اس میں دو تین باتیں طے ہوئی ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ اس بارے میں قرارداد مشترکہ طور پر تمام پارٹیوں کی طرف سے آئے گی اور اسی قرارداد میں ہم ان واقعات پر اپنے بلوچستان کے بھائیوں سے اظہار ہمدردی کریں گے۔ اس میں اس بات کا بھی تعین کر لیا جائے گا کہ اس فنڈ میں کس حد تک contribution اس ہاؤس کی طرف سے ہونی ہے۔ اس میں اپوزیشن اور حکومتی بنچوں سے سب کا point of view آجائے گا اس لئے میں سمجھتا

ہوں کہ اس کے لئے آپ تھوڑا سا وقت دیں۔ اس پر بات ہو رہی ہے۔ اس کے بعد ہم قرارداد کو بھی لے آئیں گے اور جو condemnation کی قرارداد ہے وہ بھی ہم چاہتے ہیں کہ مشترکہ طور پر ہی دونوں طرف سے پیش ہو۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اب فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر شہداء تمام افراد کے لئے ایوان میں فاتحہ خوانی کی گئی)

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سید حسن مرتضیٰ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! رانا صاحب نے بڑی تفصیل سے بتایا ہے کہ ہم مشترکہ قرارداد لائیں گے اور اگر اس میں ہاؤس کا contribution ہوا تو اس دن شاید بھٹی صاحب تشریف نہ لائیں۔ آپ آج ہی حکم دے دیں کہ ان کی تو ایک دن کی تنخواہ کاٹ کر زلزلہ زدگان کی امداد کے لئے بھیج دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ شکریہ۔ جی، اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنے پورے ہاؤس کی جانب سے آپ کی توجہ ایک ضروری اور اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ جیسا کہ ہم سب کو اس چیز کا علم ہے کہ ہمارے پاکستان میں زراعت ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ آج جو ظلم ہماری کاشتکار برادری کے ساتھ ہو رہا ہے اور ہماری زراعت کے ساتھ ہو رہا ہے شاید اس کی مثال 1947 سے لے کر 2008 تک نہیں ملتی۔۔۔

جناب سپیکر: میں سمجھ رہا تھا کہ آپ کا کوئی پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ (قطع کلامیاں)

جناب محمد اعجاز شفیع: آپ میری بات سن لیں۔

جناب سپیکر: اس پر بحث کے لئے ہم نے وقت مقرر کیا ہے۔ اس کے لئے آپ کو دو دن دیئے جا رہے ہیں تو اس پر کھل کر بات کیجئے گا۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

مجھے آپ کی بات سے پوری طرح اتفاق ہے لیکن اس کے لئے ہم نے وقت مقرر کیا ہے۔آپ لغاری صاحب سے پوچھ لیجئے گا۔اس وقت جو بزنس چل رہا ہے مجھے اس کے مطابق چلنے دیں۔میں ایجنڈے کے مطابق چلنا چاہتا ہوں۔اب وقفہ سوالات شروع ہونے والا ہے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! پنجاب ہاؤس اسلام آباد میں مجھے پچھلے دنوں جانا ہوا۔ وہاں پر ایم پی ایز کو کمرے نہیں ملتے۔اس مسئلے کو seriously takeup کریں۔وہاں پر مختلف نوعیت کے کام ہوتے ہیں۔اس کو kindly دیکھیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بات ٹھیک ہے۔اعجاز شفیع صاحب! آپ ان سے بات کر لیں۔میں نے بار بار آپ کو بات بتائی ہے۔وہ ضرور بھیجیں گے۔آپ ذرا ان سے پوچھ تو لیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: Please no cross talk.- لغاری صاحب!آپ ان کو سمجھائیں۔

جناب افتخار احمد خان: جناب سپیکر! یہ سارے حالات ان کی وجہ سے ہوئے ہیں۔

MR. SPEAKER: Order please. Order please.

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ابھی میرے بھائی اعجاز شفیع صاحب کسانوں سے ہمدردی کرتے ہوئے آپے سے باہر ہو رہے تھے۔پچھلے پانچ سال ان کی ہمدردی کہاں تھی ؟آج بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں ان کی طرف سے لغاری صاحب موجود تھے انھوں نے کہا کہ ہم زراعت پر دو دن بحث کرنا چاہتے ہیں تو ہم نے نہ صرف ان کی اس بات کو تسلیم کیا ہے بلکہ ہم نے یہ بات بھی آپ پر چھوڑی ہے کہ آپ اگلے ہفتے میں جس دن کا تعین کرنا چاہیں ہم زراعت پر بحث کرنے کے لئے تیار ہیں۔آپ تمام show concern کریں۔انشاء اللہ اس میں جو بہتری ہو سکی، حکومت کرے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ پوری تیاری کر کے آئیں۔

پوائنٹ آف آرڈر
ضلعی ڈویلپمنٹ سٹینڈنگ کمیٹی میں منتخب رکن اسمبلی
کو شامل کرنے کا مطالبہ

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے آپ سے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں، اگر میرا پوائنٹ آف آرڈر نہ بنتا ہو تو بے شک reject کر دیجئے گا

MR. SPEAKER: Please carry on.

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: شکریہ۔جناب سپیکر! آپ اس ہاؤس کے بڑے ہیں، سردار ہیں، یہ ہاؤس آپ کے زیر سایہ ہے۔

جناب سپیکر: میں تو ہاؤس کا خادم ہوں سردار نہیں۔سردار تو آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! آپ custodian of the House ہیں۔میں اپنا کیس آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔آج ضلع جھنگ کے گیارہویں ایم پی اے چیلا صاحب نے حلف اٹھایا ہے۔ اس سے پہلے جھنگ سے اس ایوان میں دس ممبران تھے۔ضلع جھنگ میں ڈویلپمنٹ کی ایک سٹیرنگ کمیٹی وجود میں آئی۔ اس کمیٹی میں 9 ایم پی ایز کا نام ڈالا گیا لیکن مجھے اس میں شامل نہیں کیا گیا۔ میں بھی اس معزز ایوان کا منتخب ممبر ہوں۔ میں نے اس سلسلے میں ڈی سی او صاحب جھنگ سے بات کی تو انھوں نے کہا کہ اس کمیٹی میں تین ممبران (ن) لیگ کے اور چھ ممبران (ق) لیگ کے ہیں جنھوں نے اپنی وفاداریاں تبدیل کر لی ہیں۔اگر آپ بھی اپنی وفاداری تبدیل کر لیں تو ہم آپ کا نام ڈال دیں گے۔(شیم شیم)

جناب سپیکر! میں اپنا کیس آپ کے سامنے رکھتا ہوں اور آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ حکومت جو عوامی mandate کی بات کرتی ہے، جو لوگ 14 ہزار ووٹ لے کر آتے ہیں ان کا نام تو شامل ہے اور جو 15 ہزار کی لیڈ سے جیتا ہے اس کا نام شامل نہیں ہے۔چلو! یہ بھی کوئی بات نہیں ہے۔ انھوں نے تو یہ کیا ہے کہ میرے حلقے میں جو (ن) لیگ کا امیدوار تھا اسے اس کمیٹی میں ڈالا ہوا ہے۔اگر انھوں نے ایسے کرنا ہے تو جو دوسرے نمبر پر آیا تھا اس کا نام بھی شامل کریں۔اگر انھیں ہارے ہوئے امیدواروں کے نام ڈالنے ہیں تو پھر پیپلز پارٹی کے امیدواروں کے نام بھی شامل کریں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہیں کر سکتے۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! میں تقریر نہیں کر رہا۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔ اگر میرا valid point نہیں ہے تو بے شک اسے reject کر دیں۔

جناب سپیکر: آپ ایک چیز notice میں لانا چاہتے تھے وہ ان کے notice میں آ گئی ہے۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا : جناب سپیکر! ڈی سی او جھنگ کی طرف سے جاری کردہ نوٹیفکیشن میرے پاس موجود ہے۔ میں یہ آپ کو دکھانا چاہتا ہوں۔ میرے پاس ثبوت ہے۔ اس گورنمنٹ کو شرم آنی چاہئے کہ دس ممبران کا نام ہے جو وفادار ہیں لیکن میں اس طرح اپنی پارٹی سے کبھی بے وفائی نہیں کروں گا۔ اگر یہ ایسے اوچھے ہتھکنڈوں سے وفاداریاں تبدیل کرانا چاہتے ہیں تو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس پارٹی میں باضمیر لوگ بھی ہیں۔ جو کبھی اپنی وفاداریاں تبدیل نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر: آپ relevant ہو جائیں۔

جناب افتخار احمد خان: جناب سپیکر! میں جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جی، رانا صاحب!

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! اس سلسلے میں رانا صاحب سے جواب لیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

جناب افتخار احمد خان : جناب سپیکر! کاٹھیا صاحب جھنگ سے تعلق رکھتے ہیں۔ میرے بھائی ہیں، ساتھی ہیں۔ یہ حافظ قرآن ہیں یہ ماہ رمضان میں نماز تراویح پڑھا رہے تھے اس لئے ان کا نام نہیں آیا۔

جناب سپیکر: پہلے یہ بتائیں کہ آپ کس طرح بول رہے ہیں؟ آپ کس کی اجازت سے بول رہے ہیں؟ مجھے افسوس ہے۔ جی رانا صاحب! آپ نے کاٹھیا صاحب کی بات سنی ہے، یہ آپ کو نوٹیفکیشن بھی دے رہے ہیں۔ یہ لے لیں اور اس بارے میں کیا فرمائیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس نوٹیفکیشن کے متعلق verify کر لوں گا۔ حکومت کی قطعی طور پر یہ پالیسی نہیں ہے۔ ہم اس ہاؤس کے تمام معزز ممبران کو ڈویلپمنٹ فنڈز دیں گے اور اس صوبے کے ہر حلقہ میں جس نے اپنے ووٹ کی طاقت سے جسے بھی منتخب کیا ہے اسے یہ اختیار ہے کہ وہ اس حلقے کی بہتری کے لئے کام کرے لیکن میں سرگانہ صاحب سے صرف۔۔۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: سرگانہ نہیں، کاٹھیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): کاٹھیا صاحب اور سرگانہ صاحب اکٹھے ہی ہوا کرتے تھے۔ میں کاٹھیا صاحب سے صرف اتنی گزارش کروں گا کہ یہ جو چار پانچ ماہ بعد گورنمنٹ کو شرم دلوانے کی بات کر رہے ہیں، کاش! یہ سوچتے کہ ان کو پانچ سال تک شرم نہیں آئی۔(نعرہ ہائے تحسین) یہ پانچ سال تک اپوزیشن ممبران کے فنڈز سے اسی طرح کرتے رہے اور کسی بھی اپوزیشن رکن کو فنڈ نہیں دیا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ نے ساری باتیں کر دی ہیں لیکن معزز ممبران کا خیال کیجئے۔یہ اس ہاؤس کے معزز ممبران ہیں، ان کے تقدس اور ان کے حقوق کی حفاظت آپ کی اور میری ذمہ داری ہے۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: بہت شکریہ۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! ہمارے معزز ممبر نے بڑی خوبصورت بات کی ہے۔ ہم ان کا بڑا احترام کرتے ہیں۔یہ فرمار ہے تھے کہ میں اس طرح سے اپنی پارٹی سے بے وفائی نہیں کروں گا۔میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ پھر یہ کس طرح سے بے وفائی کریں گے؟ یہ تو already بے وفاؤں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اب پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔نولاٹیا صاحب! میرے خیال میں بہت ہو گئی ہے، اب چھوڑ دیں۔اس معزز ایوان کا وقت بڑا قیمتی ہے۔ پلیز آپ تشریف رکھیں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: میری بات بھی بڑی قیمتی ہے۔

سوالات (محکمہ جات جیل خانہ جات اور محنت وانسانی وسائل)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ پہلے نمبر پر سید حسن مرتضیٰ صاحب کا سوال ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 35 ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس سوال کا جواب بہت لمبا ہے لہذا اس کا جواب taken as read تصور کیا جاتا ہے۔

2003 تا حال۔ جیلوں میں ہونے والے ہنگاموں اور ان سے متعلقہ دیگر تفصیلات

*35-اے: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبے میں یکم جنوری 2003 سے آج تک کن کن جیلوں میں ہنگامے ہوئے، ان میں کتنے قیدی و حوالاتی اور اہل کار زخمی ہوئے اور کتنی املاک کو نقصان ہوا؟

(ب) متذکرہ عرصے کے دوران ہنگاموں کی وجہ سے کن کن کے خلاف کیا کیا تادیبی کارروائی ہوئی اور اس وقت کس کس کے خلاف تادیبی کارروائی زیر التوا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

نمبر شمار	نام جیل	جز (الف)	جز (ب)
-1	سنٹرل جیل لاہور	NIL	NIL
-2	سنٹرل جیل، گوجرانوالہ	NIL	NIL
-3	سنٹرل جیل ساہیوال	NIL	NIL
-4	ڈسٹرکٹ جیل قصور	NIL	NIL
-5	ڈسٹرکٹ جیل لاہور	NIL	NIL
-6	ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ	NIL	NIL
-7	ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ	مورخہ 25-07-2003 کو ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج، سیالکوٹ نے ہمراہ دیگر سول جج /	سانحہ سیالکوٹ کیس خصوصی عدالت انسداد دہشت گردی گوجرانوالہ ڈویژن میں زیر سماعت

		جوڈیشل مجسٹریٹ صاحبان کے ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ کا دورہ کیا۔ 05 خطرناک ملزموں نے 09 سول جج/جوڈیشل مجسٹریٹ ہمراہ 04 جیل ماتحت عملہ ایک میڈیکل آفیسر اور 03 اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کو یرغمال بنا لیا۔ پولیس کمانڈو بشمول ڈی آئی جی پولیس گوجرانوالہ نے ریسکیو آپریشن کیا۔ دوران سانحہ 03 سول جج شہید ہو گئے تمام ملزمان جنھوں نے مذکورہ بالا آفسران کو یرغمال بنایا تھا ہلاک ہو گئے جبکہ 02 سول جج 04 جیل اہلکاران اور قیدی عورت زخمی ہوئے۔ بعدازاں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے سید شہریار برکی، سول جج مورخہ 31-07-2003 کو پنجاب انسٹیٹیوٹ کارڈیالوجی میں انتقال کر گئے۔	رہا۔ 30 جیل ملازمین کے خلاف انضباطی کارروائی کی سفارش کی گئی۔ جو بعد ازاں بحکم عدالت نوکریوں پر بحال کر دیئے گئے۔ محکمہ داخلہ نے بذریعہ آرڈر نمبر نمبر SO(Prs)3-25/2003(P) مورخہ 22-03-2007 کے تحت میاں فاروق نذیر ڈی آئی جی ملتان ریجن کو بطور انکوائری آفیسر مقرر کیا۔ مذکورہ انکوائری محکمہ داخلہ میں زیر التوا ہے۔
8-	سنٹرل جیل، راولپنڈی	NIL	NIL
9-	ڈسٹرکٹ جیل، اٹک	NIL	NIL
10-	ڈسٹرکٹ جیل، گجرات	NIL	NIL
11-	ڈسٹرکٹ جیل، جہلم	NIL	NIL
12-	ڈسٹرکٹ جیل منڈی، بہاؤالدین	NIL	NIL
13-	سب جیل، چکوال	NIL	NIL
14-	سنٹرل جیل، فیصل آباد	NIL	NIL
15-	سنٹرل جیل، میانوالی	NIL	NIL
16-	ڈسٹرکٹ جیل، فیصل آباد	NIL	NIL
17-	ڈسٹرکٹ جیل، جھنگ	مورخہ 19-09-2007 کو دو مخالف حوالاتیاں گروپ میں ذاتی چپقلش کی بنا پر لڑائی جھگڑا اور ہنگامہ آرائی ہوئی جس سے جیل میں ناخوشگوار اور قانون کی خلاف ورزی کا واقعہ پیدا ہوا جس کو طاقت کے کم سے کم استعمال کرتے ہوئے قابو پا لیا گیا۔ اس ہنگامے میں کچھ جیل اہلکاران معمولی نوعیت کے زخمی ہوئے مگر سرکاری املاک کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔	دونوں متحارب حوالاتیاں گروپ کے سرکردگان کو بمطابق قانون علیحدہ بند کرنے کی سزا دی گئی۔

18-	ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا	مورخہ 02-09-2004 کو ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا میں ایک قیدی کی وفات بوجہ ہارٹ اٹیک ہوئی جس کی بناپر قیدیوں نے جیل میں ہنگامہ کر دیا اور دو اہلکار زخمی ہوئے۔ مورخہ 24-06-2004 کو جیل میں ہنگامہ ہوا۔ ایک قیدی کی وفات ہوئی۔ بیس قیدی زخمی ہوئے۔ تین اہلکار زخمی ہوئے۔ دو آفیسروں کو یرغمال بنالیا گیا اور املاک کو تقریباً/136000 روپے کا نقصان ہوا۔	جن قیدیوں نے ہنگامے کئے ان کو مختلف جیلوں پر شفٹ کر دیا گیا کیونکہ یہ ہنگامے قیدیوں کی طرف سے ناجائز مطالبات پیش کرنے کی وجہ سے ہوئے اور ان ہنگاموں میں جیل آفیسران اور اہلکاروں کا کوئی قصور نہ ہے۔
19-	ڈسٹرکٹ جیل، شاہپور	NIL	NIL
20-	بورسٹل جیل، فیصل آباد	NIL	NIL
21-	ڈسٹرکٹ جیل، ٹوبہ ٹیک سنگھ	ڈسٹرکٹ جیل ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مورخہ 14-05-2007 کو اسیران نے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سید اختر حسین رضوی کے رویہ کے خلاف ہنگامہ آرائی کی جس سے بارکوں میں توڑ پھوڑ کی ہنگامہ میں حوالاتی بلال ولد اسماعیل اوڑھ معمولی زخمی ہوا۔ دو وارڈران شاہد فاروق اور کرامت علی زخمی ہوئے لیکن عمارت کو کوئی نقصان نہ ہوا۔	مورخہ 14-05-2007 کے ہنگامے میں بعد انکوائری ڈی آئی جی فیصل آباد ریجن نے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سید اختر حسین رضوی کو بحکم جناب آئی جی جیل خانہ جات لاہور حکم نمبری 33 مورخہ 14-05-2007 کو معطل کیا گیا۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سید اختر حسین رضوی کو بحکم ہوم سیکرٹری پنجاب چٹھی نمبری SO(Prs) 1-149/06 مورخہ 07-07-2007 کو نوکری پر بحال کیا گیا۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سید اختر حسین رضوی کو بحکم جناب آئی جی جیل خانہ جات پنجاب لاہور چٹھی نمبری 238 مورخہ 28-07-2007 کو جیل ہذا سے ڈسٹرکٹ جیل مظفر گڑھ ٹرانسفر کیا گیا۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سید اختر حسین رضوی اور طالب چیف وارڈر تعینات ڈسٹرکٹ جیل جھنگ کے خلاف تادیبی کارروائی زیرالتوا ہے۔
22-	سنٹرل جیل ملتان	NIL	NIL
23-	سنٹرل جیل، بہاولپور	NIL	NIL
24-	سنٹرل جیل، ڈی جی خان	NIL	NIL
25-	بورسٹل جیل، بہاولپور	NIL	NIL
26-	ڈسٹرکٹ جیل، بہاولنگر	NIL	NIL
27-	ڈسٹرکٹ جیل ملتان	NIL	NIL
28-	ڈسٹرکٹ جیل، مظفر گڑھ	NIL	NIL

29-	ڈسٹرکٹ جیل، رحیم یار خان	NIL	NIL
30-	ڈسٹرکٹ جیل، راجن پور	NIL	NIL
31-	زنانہ جیل، ملتان	NIL	NIL
32-	ڈسٹرکٹ جیل، وہاڑی	NIL	NIL

جناب سپیکر: میں معزز ممبران سے پرزور اپیل کروں گا کہ دو سے زیادہ ضمنی سوالات نہ پوچھے جائیں ورنہ ہمارا ایجنڈا ادھورا رہ جاتا ہے۔شاہ صاحب! میں آپ سے اپیل کروں گا کہ دو سے زیادہ ضمنی سوال نہ کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اگر آپ کہتے ہیں تو میں ضمنی سوال کرتا ہی نہیں۔

جناب سپیکر: میں یہ نہیں کہتا کہ آپ ضمنی سوال نہ کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری عرض سن لیں۔آج اس ہاؤس میں مسلم لیگ (ن) اور پاکستان پیپلز پارٹی کے تقریباً سارے ایم پی ایز تھوڑا بہت، ہفتہ، دس دن، مہینے کے لئے جیل میں رہ کر آئے ہیں۔ہر ممبر بڑی اچھی طرح سارے حالات جانتا ہے۔ میں وزیر صاحب سے ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں لیکن نہیں کرتا چونکہ وہ خود بھی اس مرض میں مبتلا رہے ہیں انہیں خود بھی پتا ہے کہ جیل کی زندگی کتنی دشوار ہے، کتنی مشکل ہے اور جیل میں حکمرانی کرنے والے ایک کانسٹیبل وارڈن سے لے کر سپرنٹنڈنٹ تک کتنے مکروہ فعل میں ملوث ہیں۔جیل میں رہنے والا شخص روٹی پیسوں سے لیتا ہے، پانی پیسوں سے لیتا ہے۔اسے سونے کے لئے جگہ پیسوں سے ملتی ہے یہاں تک کہ وہ آکسیجن بھی خریدتا ہے تو وہ اسے پیسوں سے میسر ہوتی ہے وگرنہ جیل میں آکسیجن بھی نہیں ملتی۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کی تمام باتیں بالکل درست ہیں۔لہذا اگر آپ کے پاس کوئی ضمنی سوال ہے تو کر لیں اور اگر مطمئن ہیں تو پھر ٹھیک ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ پچھلے دنوں منسٹر صاحب نے کیمپ جیل کا visit کیا تھا۔میں نے اخباروں میں بھی پڑھا اور میرے پاس ایسی تصویریں بھی موجود ہیں جو میں ہاؤس میں دکھا نہیں سکتا، اگر آپ وہ تصویریں دیکھ لیں تو کوئی بھی مسلمان، کوئی بھی انسان اتنا انسانیت سوز سلوک نہیں کرتا۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے وہ تصویریں دیکھیں ہیں اور دیکھتے ہوئے مجھے بھی شرم آ رہی تھی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جب جیلوں میں یہ حال ہو رہا ہے تو کیا وہاں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ان سپرنٹنڈنٹس کو کوئی سزا نہیں ملنی چاہئے؟

جناب سپیکر: اب منسٹر صاحب کی بھی سن لیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ سپرنٹنڈنٹ اسی ضلع کا رہائشی ہے، اسی ضلع میں نوکری کر رہا ہے اور اسی ضلع کے قیدیوں کو لوٹ رہا ہے اور ان کو ذبح کر رہا ہے۔ اگر آج یہ حکومت جو خود زیر عتاب رہی ہے وہ ازالہ نہیں کرے گی۔۔۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! میں شیخوپورہ سے belong کرتا ہوں اور میں جانتا ہوں کہ وہ سپرنٹنڈنٹ ضلع شیخوپورہ سے belong نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: علی اصغر منڈا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا سوال ہے، شاید انھیں جواب کا پتا نہیں ہے۔ میرے سوال کا جواب وزیر موصوف نے دینا ہے۔ اگر منڈا صاحب نے جواب دینا ہے تو پھر انھیں پہلے یہ portfolio دیں۔ اگر سپرنٹنڈنٹ کی اتنی خوشامد مقصود ہے تو پھر یہ پارلیمانی طریق کار کے مطابق بات کریں۔ یہ ایک serious issue ہے۔ اس میں انھیں اس طرح مجھے interrupt نہیں کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میں آپ تمام سے ملتمس ہوں کہ کیمرے کی آنکھ سے آپ میں سے کوئی بھی نہیں بچ پائے گا۔ اس اسمبلی کے تقدس کو آپ ہی نے بحال رکھنا ہے۔ آپ اس مقدس ایوان کے معزز ممبران ہیں۔ آپ کی ہر بات media میں آتی ہے۔ آپ کے علاقے کے لوگ، پاکستان کے لوگ اس کارروائی کو direct دیکھ رہے ہیں۔ براہ مہربانی! پیشتر اس کے کہ آپ کوئی بات کریں پہلے اس کو سوچیں اور پھر بات کریں۔ be a very good parliamentarian. میری آپ سے یہ گزارش ہوگی۔ جی، شاہ صاحب! میرے خیال میں آپ کے سوال کا تو مکمل جواب آگیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں ایک چھوٹی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ یہ سارا ہاؤس گواہ ہے۔ میں نے کسی جیل سپرنٹنڈنٹ کا نام نہیں لیا۔ میں نے کسی ضلع کو mention نہیں کیا۔ یہ ایم پی اے صاحب، فاضل ممبر اٹھے ہیں اور انھوں نے کہا ہے کہ وہ سپرنٹنڈنٹ شیخوپورہ کا رہائشی نہیں ہے۔ کیا انھیں خواب آگیا ہے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ اس بات کو چھوڑ دیں۔ آپ نے چار جیلوں سے متعلقہ سوال کیا اور ان کے جوابات دے دیئے گئے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انھوں نے زیادتی کی ہے۔ میں نے کسی کا نام نہیں لیا۔ اگر انھوں نے کسی کو defend کرنا ہے تو اپنی باری پر ضرور کریں لیکن اسے گھر بیٹھے خوش کرنے کے لئے مجھے interrupt نہ کریں۔ میں نے تو کسی کا نام ہی نہیں لیا۔ اگر کوئی ایسی بات ہوئی تو میں ضرور اس کا نام بھی mention کروں گا اور بتاؤں گا کہ وہ کیا ہیں؟

جناب سپیکر: ان کا ذکر چھوڑ دیں۔ آپ کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں تو وہ کریں۔ دو سے زیادہ ضمنی سوال نہیں ہوں گے۔ شاہ صاحب! آپ نے تو کوئی ضمنی سوال نہیں کرنا؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: مجھے پہلے شاہ صاحب سے پوچھنے دیں، محرک جن کی طرف سے سوال آیا ہے ان کو پہلے ضمنی سوال کرنے دیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ہمیں تو پچھلی حکومت نے 16۔ایم۔پی۔او یا دہشت گردی کے جرائم کے تحت جیل میں ڈالا تھا لیکن آج کے حالات میں جیلوں کے اندر جو لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں، جیسا کہ حسن مرتضیٰ صاحب نے اپنے سوال میں پوچھا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ ایک تو یہ ہے کہ وہاں پر جب کھانے کی تقسیم ہوتی ہے، جو میں نے دیکھا ہے اس کا طریق کار یہ ہے کہ وہاں پر ایک سینئر قیدی کو نمبردار بنایا ہوتا ہے۔ ایک کے پاس زیادہ چلا جاتا ہے اور دوسرے کے پاس کم جاتا ہے۔ دوسرا جیلوں میں جو ملاقات کا طریق کار ہے وہ بالکل اچھا نہیں ہے۔ وہاں پر پیسے لے کر ملاقات کروائی جاتی ہے، چیزیں راستے میں ہی غائب کر دی جاتی ہیں۔ جیل کے اندر دکانیں کھلی ہوئی ہیں۔ ہم سیاسی لوگ تھے اگر دودھ کا ڈبہ بھی لینا ہوتا تھا تو ہمیں پیسے دے کر لینا پڑتا تھا۔ وزیر جیل خانہ جات صاحب بتائیں کہ کیا جیلوں کی حالت بدلے گی یا نہیں؟ یا تو پھر آپ ایسا نظام لائیں کہ لوگ جرم ہی نہ کریں، جیلوں میں نہ جائیں اور یہ جیلیں ختم ہو جائیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر جیل خانہ جات!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میرے بھائی نے کچھ چیزیں point out کی ہیں۔ اس کی اب دو ہی صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ پاکستان کے سب سے بڑے

صوبہ پنجاب کے اس ایوان کے اندر جس طرح سابقہ روایات کے مطابق کام چلتا رہا میں بھی اسی طرح کہہ دوں کہ یہ ٹھیک ہو جائے گا، ہم ٹھیک کر رہے ہیں۔On the other sideاگر دیکھا جائے تو آج دنیا کے اندر changeآ رہی ہے۔امریکہ جیسے ملک کے اندر بھی changeآئی ہے اور change کے بدلے اگر امریکہ جیسے ملک کا صدر "بارک حسین اوباما" بنتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ آج یہ ہماری ذمہ داری بنتی ہے، بطور منسٹر انچارج میری یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ جیل کے اندر اگر کوئی اچھی چیزیں ہیں تو میں ان کو بھی یہاں پر بیان کروں اور اگر کچھ غلط ہو رہا ہے تو میں سابقہ روایات کے مطابق ان پر پردہ نہ ڈالوں۔

جناب سپیکر:آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔محترمہ نسیم لودھی صاحبہ!پلیز خاموش بیٹھیں۔

وزیر جیل خانہ جات(چودھری عبدالغفور):جناب سپیکر!ہمارے وزیر قانون سے لے کر وزیر اعظم اور صدر تک بہت سے سیاسی ورکرز جیل جا چکے ہیں، وہ یہ سارا systemدیکھ چکے ہیں۔اب وقت changeکا آگیا ہے اور اب changeآئے گی۔میں ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ It's a very tough departmentاگر میں یہاں پر یہ کہہ دوں کہ جی، یہ سب کچھ وہاں پر نہیں ہو رہا تو یہاں پر بیٹھے ہوئے 80 فیصد لوگ ایسے ہیں جو کہ جیل کے اندر رہ چکے ہیں، جن کو بخوبی علم ہے کہ وہاں پر کیا کیا کچھ ہوتا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:دیکھیں!بات سنیں۔منسٹر صاحب جواب دے رہے ہیں۔ان کو پہلے اپنا جواب مکمل کر لینے دیں۔آپ ان کو interruptنہ کریں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ:جناب سپیکر!میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر:چیمہ صاحب! نہیں، This is not good.

چودھری عامر سلطان چیمہ:جناب سپیکر!وزیر صاحب جو جواب دے رہے ہیں میرا پوائنٹ آف آرڈر اسی حوالے سے ہے۔وزیر صاحب کو 9ماہ وزیر بنے ہوئے ہو گئے ہیں اور 9ماہ میں تو بہت ساری changeآ جاتی ہے۔یہ بتائیں کہ پچھلے 9ماہ میں وہ اپنے محکمہ میں کیا changeلائے ہیں؟

جناب سپیکر:چیمہ صاحب!دیکھیں، میری بات سنیں۔ان کو تجربات ہیں۔آپ کو تجربہ نہیں ہے۔(قہقہے)

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کو یہ بتانا چاہوں گا کہ changeآئی ہے۔ آج وہاں پر جا کر دیکھیں تو آپ کو change نظر آئے گی۔ پہلے ایک قیدی کو خوراک کے لئے 19 روپے روزانہ ملتے تھے۔ آج ایک قیدی کے لئے پچاس روپے روزانہ خوراک کے لئے رکھے گئے ہیں۔ یہ credit میں اپنے وزیر اعلیٰ پنجاب کو دینا چاہتا ہوں۔ سابقہ دور کی کرپشن اور بدعنوانیاں سامنے آ رہی ہیں۔ جب یہ ختم ہو جائیں گی تو پھر لوگوں کو پتا چلے گا کہ واقعی وہاں پر changeآئی ہے۔

جناب سپیکر! جس سپرنٹنڈنٹ کی معزز رکن نے بات کی ہے میں یقین دلاتا ہوں کہ ہم اس کی بالکل انکوائری کریں گے اگر کوئی آدمی اپنے home district میں لگا ہوا ہے تو قانون کے مطابق اس کا جائزہ لیا جائے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ابھی چیمہ صاحب فرما رہے تھے کہ نو مہینے ہو گئے ہیں لیکن change نہیں آئی۔ تبدیلی 9 مہینے کے بعد ہی آتی ہے۔ اب انشاء اللہ بہتر تبدیلی آئے گی۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ NO cross talk, please. No cross talk. چیمہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! انھوں نے میرا نام لیا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، انھوں نے آپ کا نام نہیں لیا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: انھوں نے میرا نام لیا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں لیا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: تو پھر آپ کا لیا ہو گا؟

جناب سپیکر: آپ ذرا سنیں۔ تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ وہ میرے سوال کو pending کر لیں۔ اس بارے میں انکوائری کر لیں۔ اگر یہ کچھ نہیں ہو رہا تو ٹھیک ہے۔ اسے بیشک pending کروا دیں۔ میں انہیں اور تصاویر بھی دے دیتا ہوں لیکن میری یہ گزارش ضرور ہو گی کہ اگر ان کے پاس اس کا فوری جواب نہیں ہے تو اس سوال کو آپ pending کروا دیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اس سوال کا جواب تو مکمل طور پر آ چکا ہے پھر آپ اس کو pending کیوں کرواتے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! میں یہ چاہتا ہوں کہ اس جواب کا کوئی اثر بھی ہو، کوئی change بھی آئے۔ میں change چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں پھر آپ اس کے لئے fresh question دے دیں کیونکہ اس کا جواب تو انہوں نے دے دیا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! معزز رکن نے جس مسئلے کو point out کیا ہے میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ ہم اس کو check کریں گے بلکہ verify کریں گے، ان کو ساتھ بٹھائیں گے اور ان کو مطمئن کریں گے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کے سوال کا جواب تو مکمل ہے، اس سوال کو اب pending کرنے کی ضرورت تو نہیں ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: دیکھیں! اس جواب کا کوئی اثر بھی تو ہو۔

جناب سپیکر: جواب آپ کا آ گیا ہے، جو اثر والی بات ہے وہ آپ اور یہ مل بیٹھ کر کریں گے۔ یہ آپ کی بات غور سے سنیں گے اور اس پر عمل بھی کروائیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: شنوائی ہو تو پھر کیا بات ہے۔

جناب سپیکر: میں دوبارہ بھی حاضر ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! دو تین دن میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

جناب سپیکر: اگر آپ کی تسلی سوال کو pending کرنے میں ہوتی ہے تو میں کر دیتا ہوں لیکن اس سوال کا جواب آ چکا ہے۔ شکریہ

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ اس سلسلے میں اگر ہمیں دو تین دن کا time دیا جائے تو ہم ایوان میں اس کی تفصیل بتا دیں گے۔

جناب سپیکر: کب تک کا time دیں آپ اس سلسلے میں مجھے بتا دیں؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): اسی اجلاس میں ہی اس کا جواب دے دیں گے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ایک ہفتے کا time لے لیں؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): ٹھیک ہے۔

حاجی ذوالفقار علی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔اگلا سوال محترمہ عارفہ خالد صاحبہ کا ہے۔

حاجی ذوالفقار علی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ یہ مناسب نہیں ہے۔آپ کس بات پر پوائنٹ آف آرڈر لے رہے ہیں؟

حاجی ذوالفقار علی: جناب والا! جیلوں میں 65 سال کی عمر کے جو لوگ ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال پر بات کریں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں وزیر موصوف کی توجہ اس بات پر دلانا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، توجہ دلانے کا طریق کار اور ہے۔ مہربانی فرمائیں، تشریف رکھیں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب والا! وہاں پر 65 سال سے زیادہ عمر کے قیدی موجود ہیں۔

جناب سپیکر: آپ میری بات کو سمجھیں۔ ابھی آگے اور سوالات آ رہے ہیں ان میں آپ وزیر صاحب سے ضمنی سوال پوچھ لیں اور وہ آپ کو اس کا جواب دے دیں گے۔ شکریہ

حاجی ذوالفقار علی: جناب والا! میں ضمنی سوال ہی کر رہا ہوں اور ان کے سوال میں add کر رہا ہوں۔ وزیر صاحب اس کا اکٹھا جواب دے دیں گے۔ 65 سال کی عمر کے بزرگ قیدی جیلوں میں موجود ہیں۔ ہماری یہ پالیسی تھی کہ جن لوگوں کی عمر 65 سال ہو ان کی رہائی متوقع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اس جیل میں لاوارث لاشیں اتنی زیادہ موجود ہیں جن کو کوئی سننے والا ہی نہیں ہے اور جن قیدیوں کے جرمانے ادا نہیں ہو سکے لیکن قید ختم ہو چکی ہے ابھی تک ان کو رہائی نہیں ملی۔ یہ معاملات ہیں اور یہ میں نے وزیر موصوف کے نوٹس میں لانے تھے۔

جناب سپیکر: پہلے آپ دیکھیں اور سنیں۔ آگے اس قسم کے سوالات آ رہے ہیں۔ وہاں آپ اپنا ضمنی سوال کر لیں۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں نے ایک سوال محکمہ جیل خانہ جات کے متعلق کیا تھا۔

جناب سپیکر: کیا فرمایا ہے؟

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں نے سیالکوٹ جیل کے متعلق ایک سوال کیا تھا اور مجھے اس کی اطلاع بھی کر دی گئی تھی کہ آپ کا سوال accept ہو گیا ہے مگر آج وہ ایجنڈے میں شامل نہیں ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کی باقاعدہ enquiry کی جائے کہ میرا سوال منظور ہونے کے بعد ایجنڈے میں شامل کیوں نہیں کیا گیا؟ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: جب آپ کی باری آئے گی تو اس وقت آپ کا سوال list میں شامل ہو جائے گا۔ محترمہ عارفہ خالد صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: سوال نمبر 192۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

صوبہ پنجاب میں چائلڈ لیبر کے متعلقہ مسائل

*192: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں چائلڈ لیبر پر پابندی ہے اور بچوں سے مزدوری کروانے یا مزدوری پر رکھنے والے کو سزا بھی دی جا سکتی ہے؟

(ب) اگر درج بالا سوال کا جواب اثبات میں ہے تو 2000 سے 2007 تک کتنے کیسز حکومت کے سامنے آئے ہیں اس بارے میں ایوان کو مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) چائلڈ لیبر کے حوالے سے حکومت کی حکمت عملی کیا ہے، اس سے بھی ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) صوبہ پنجاب کے تمام صنعتی ادارے جن میں بچوں کی صحت وتندرستی کو متاثر کرنے والے کام ہوتے ہیں۔ ان اداروں میں قانون ملازمت اطفال 1991 کی دفعہ (3) کے تحت مکمل پابندی ہے۔ یاد رہے کہ عام دوسرے اداروں میں بچوں کی ملازمت کو باقاعدہ بنایا گیا

ہے۔بچوں سے ممنوعہ عملیات کرانے والا آجر دفعہ 14(1) کے تحت ایک سال قید یا 20 ہزار روپے تک جرمانہ یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہو گا۔ تمام کارخانوں میں بچوں کی شرائط ملازمت کی جو کوئی خلاف ورزی کرے گا۔دفعہ 14(3)(د) کے تحت ایک ماہ کی قید محض یا دس ہزار روپے تک جرمانہ یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہو گا۔

(ب) 2000 سے 2007 تک محکمہ محنت پنجاب کے انسپکٹران نے قانون برائے ملازمت اطفال مجریہ 1991 کے تحت کل 601127 معائنہ جات کئے اور 11007 چالان متعلقہ عدالتوں میں جمع کروائے اور جن پر -/879960 روپے جرمانہ کیا گیا جس کی سال بہ سال تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ج) بچوں کی مشقت سے متعلق قومی پالیسی اور حکمت عملی 2001 کے تحت وزارت محنت حکومت پاکستان نے بچوں کی مشقت کے خاتمے کے لئے قومی پالیسی اور حکمت عملی کا اعلان کیا۔اس پالیسی کے تحت بچوں کی تعلیم کے فروغ کے ذریعے ان کو لیبر مارکیٹ سے دور رکھنے سے متعلق بچوں کی فنی تربیت کرنے کے مواقع فراہم کرنے اور دیگر اقدامات پر زور دیا گیا ہے۔اس میں حکومتی اداروں کے ساتھ این جی اوز (NGOs)، ٹریڈ یونین اور عالمی اداروں کا بچوں کی مشقت کے خاتمے کے لئے تعاون پر زور دیا گیا ہے۔

حکومت پنجاب نے بچوں کی مشقت کے خاتمے کے لئے بہت سے اقدام کئے ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:۔

1۔ فٹ بال کی صنعت سے بچوں کی مشقت کے مکمل خاتمے کے لئے حکومت نے ILO اور دوسری بین الاقوامی ایجنسیوں کے ساتھ مل کر ایک پروگرام سیالکوٹ میں شروع کیا۔ جس کے تحت 10572 مزدور بچوں کو کام کے ساتھ ساتھ تعلیم دینے کا غیر روایتی طریقہ اپنایا گیا ہے اور ان میں سے 5838 بچوں کو مزید تعلیم کے لئے عام سکولوں میں داخل کرایا گیا۔

فٹ بال کی صنعت سے بچوں کی مشقت کے مکمل خاتمے کے لئے درج ذیل دیرپا اقدام اٹھائے گئے۔

* مزدور بچوں کو تعلیم دینے کے لئے غیر روایتی تعلیمی مراکز کا قیام

* مزدور اکثریتی علاقوں میں واقع عام سکولوں کی استعداد کار میں اضافہ اور سکولوں میں زیادہ سے زیادہ بچوں کے داخلے کو ممکن بنانا۔
* ایک خود مختار ادارے (IMAC) کا قیام جو اس بات پر نظر رکھتا ہے کہ فٹ بال انڈسٹری میں بچے مشقت نہ کریں۔

(2) پاکستان میں بچوں کی مشقت کے بدترین اقسام کے خاتمے کا محدود مدتی پروگرام شروع کیا گیا ہے۔ جس کے تحت آلات جراحی کی صنعت میں IPEC-ILO کے تعاون سے سیالکوٹ میں ایک بڑے منصوبے کا آغاز کیا گیا ہے تاکہ اس صنعت میں بچوں کی مشقت کا سدباب ہو سکے۔ جس کے تحت 1500 بچوں کو کام کے ساتھ ساتھ غیر روایتی سکولوں میں تعلیم دلوانے کا بندوبست کیا گیا۔ مزید برآں مندرجہ ذیل اقدام بھی کئے گئے۔

* ضلعی حکومت کو بچوں کی مشقت کی بدترین اقسام سے روشناس کرانے کے لئے اجلاس اور ورکشاپ منعقد کرنا۔
* بچوں کے لئے فنی تربیت کا بندوبست کرنا۔
* صنعتوں کے ساتھ رابطہ کر کے پرخطر مزدوری میں لگے ہوئے بچوں کی صحت اور جسمانی حفاظت کا خاطر خواہ اور سماجی کارکن اور محکمہ محنت کے ملازمین کو بچوں کی مشقت کی بدترین اقسام کا مقابلہ کرنے کی تربیت شامل ہیں۔

(3) ضلع قصور میں چمڑہ سازی کی صنعت میں کام کرنے والے بچوں کے متعلق محدود مدتی پروگرام کے تحت بنیادی سروے کیا گیا ہے اور اس سروے سے حاصل ہونے والی معلومات کے تحت IPEC-ILO کے ساتھ مل کر ایک بڑا منصوبہ شروع کیا گیا ہے جس کے تحت 250 مزدور بچوں کو تعلیم دلوانے کا منصوبہ شروع کیا گیا جن میں سے 50 کو فنی تعلیم دلوائی گئی۔ منصوبے کے اہم عناصر مندرجہ ذیل ہیں:-

* بچوں کی مشقت کے خاتمے کے لئے تعلیم و تربیت

* چمڑہ سازی کے شعبہ میں پیشہ وارانہ صحت و سلامتی کے مسائل کے متعلق رائے عامہ اور معاشرتی بیداری۔
* مقامی صلاحیت استعداد اور علم میں اضافہ

(4) قالین بافی کی صنعت میں بچوں کی مشقت کے خاتمے کے لئے ایک بڑا منصوبہ شروع کیا گیا ہے جس کے تحت 30 ہزار کے قریب بچوں کو مزدوری سے نکال کر تعلیمی اداروں میں تربیت دی جا رہی ہے۔

(5) محکمہ محنت کی ضلعی ادارے میں قالین بافی میں بچوں کی صحت کو درپیش خطرے کے خاتمے کے لئے ایک جدید کھڈی تیار کی گئی ہے۔ جس کو ایک عالمی مقابلے میں اعلیٰ ترین ایوارڈ دیا گیا ہے۔

(6) حکومت پنجاب 12۔ جون کو بچوں کی مشقت کے خاتمے کو عالمی دن کے طور مناتی ہے۔ اس دن بچوں کی مشقت کے خلاف آگاہی اور معلومات کے لئے ورکشاپس اور سیمینار منعقد کئے جاتے ہیں۔

(7) محکمہ محنت حکومت پنجاب نے ایک چائلڈ لیبر ریسورس سینٹر قائم کیا ہے۔ جس کے تحت تمام فریق کی استعداد میں اضافے کے لئے تربیت مہیا کی جاتی ہے تاکہ تمام افراد جو بچوں کی مشقت کے خاتمے کی کوششوں میں براہ راست یا بالواسطہ تعلق رکھتے ہیں فائدہ اٹھا سکیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب کے جز (الف) میں لکھا ہے کہ بچوں سے ممنوعہ عملیات کرانے والے آجر دفعہ (1)14 کے تحت ایک سال قید یا 20 ہزار روپے تک جرمانہ یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا۔

میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے جو پیپر دیا ہے اس میں 2000 to 2007 تک جتنا جرمانہ کیا گیا ہے، سال 2000 میں انہوں نے 81 روپے per head یا per person جرمانہ کیا ہے۔ اگلے سال 2001 میں 98 روپے per person بنتے ہیں اور 2007 میں صرف 25 روپے per person بنتے ہیں۔

(اذان مغرب)

جناب سپیکر: اب نماز کے لئے 20 منٹ کا وقفہ کرتے ہیں اور 5-30 پر ہم دوبارہ ملیں گے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے 20 منٹ کے لئے
اجلاس کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان 5 بج کر 30 منٹ پر
کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: اب کارروائی شروع کرتے ہیں۔ جی، محترمہ! آپ ضمنی سوال کر رہی تھیں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ جز (الف) کے جواب میں 20 ہزار روپے اور 10 ہزار روپے جرمانے کی بات کی جا رہی ہے تو اس کی بجائے ہمیں جو لسٹ مہیا کی گئی ہے اس کی percentage کے مطابق ایک آدمی نے 96 اور 98 روپے over the year 2000 سے لے کر 2007 تک ادا کئے ہیں۔ یہ تو بڑا سنجیدہ مسئلہ ہے کیونکہ چائلڈ لیبر ہمارے ملک کے اوپر ایک بہت بڑا دھبہ ہے اور اس کے اوپر ہم کس طریقے سے investigate کر سکتے ہیں بلکہ میں تو یہ کہوں گی کہ ایک کمیٹی بنائی جائے جو چائلڈ لیبر کے حوالے سے حکومت کی حکمت عملی پر کام کرے۔ اسی میں انہوں نے لکھا ہوا ہے کہ NGOs، ٹریڈ یونین اور عالمی اداروں سے مدد لی جا رہی ہے۔ NGOs تو non governmental organizations ہوتی ہیں اس کا ذکر کرنا مناسب نہ ہے جبکہ سوال تو گورنمنٹ سے کیا گیا ہے تو میرا نہیں خیال کہ NGOs کا میرے سوال سے کوئی بھی تعلق بنتا ہے۔ اس کے علاوہ میرا سوال یہ بھی ہے کہ انہوں نے جو لسٹ مہیا کی ہے اس میں فٹ بال، قالین بنانے والے اور بھٹہ پر کام کرنے والے بچوں کا ذکر کیا ہے لیکن bounded labour کا بالکل ذکر نہیں کیا جبکہ bounded labour ہمارے ملک کا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اور نہ ہی غیر روایتی تعلیمی مراکز کا ذکر ہے اور نہ ہی اس کی کوئی تفصیل ہے کہ وہ کہاں پر ہیں اور ان کا مطلب کیا ہے اور جو غیر روایتی تعلیمی مراکز ہیں وہ کیا کام کرتے ہیں؟ کیا ان میں صرف بچوں کی تربیت کی جاتی ہے یا ان میں ماں باپ کی بھی تربیت کی جاتی ہے کیونکہ میرے خیال میں جب ہم چائلڈ لیبر میں تربیت کی بات کرتے ہیں تو اس میں ماں باپ کی تربیت ضرور شامل ہونی چاہئے کیونکہ بچوں کی اس age پر بہت بڑا حق ان کے والدین کا ہوتا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ بھی ہے کہ یہ جو فنی تربیت کا ذکر ہے تو اس کے rules کیا ہیں، کیا اس کے بچوں سے کوئی پیسے لئے جاتے ہیں؟ جبکہ یہ غریب بچے ہیں جو already چائلڈ لیبر کا شکار ہو رہے ہیں۔ میرا خیال تو یہ ہے کہ یہ بہت بڑا subject ہے اور اس میں بہت مسائل ہیں کیونکہ یہ بات پوری

دنیا میں بڑی شرم کا باعث بنتی ہے کہ ہمارے ملک میں بہت چائلڈ لیبر ہے۔اس کے لئے ایک کمیٹی ضرور تشکیل دی جائے جو ضلع level پر ہر جگہ جا کر وہاں کے ایم پی ایز سے informations لیں اور پھر ہم اس کے مطابق کوئی کام کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا اس حوالے سے ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: پہلے ایک سوال کا جواب تو آنے دیں،اس کے بعد کر لیجئے گا۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میری بہن نے بڑی تفصیل کے ساتھ چائلڈ لیبر پر مسائل کا ذکر کیا ہے اور مجھے انتہائی خوشی ہوئی ہے کہ میری بہن نے اس موضوع پر پوری فکر مندی اور تیاری کے ساتھ اس پر اظہار کیا ہے اور پوری تیاری کے ساتھ انہوں نے اس پر سوالات اٹھائے ہیں۔میں ان کی طرف سے اٹھائے گئے سوالات کو یہ کہہ کر کہ یہ جون 2007 تک کے اعداد و شمار میں نے اس میں پیش کئے ہیں لیکن میں اپنی حکومت کی طرف سے جو بھی چائلڈ لیبر کو ختم کرنے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں میں ان کا اپنی بہن کے ضمنی سوال کے سلسلے میں یہاں ذکر کئے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر! آپ کو یاد ہو گا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے 14۔اگست سے ایک لازمی ایجوکیشن کا پراجیکٹ شروع کیا ہے جس کے اندر وہ تمام بچے جو 14 سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے اپنے پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے اپنے والدین کے ساتھ روزگار پر جاتے ہیں ان کو ہم نے سکولوں میں پہنچانے کا انتظام کیا ہے اور جیسا کہ آپ کو بھی معلوم ہو گا کہ چائلڈ لیبر کی صرف ایک ہی وجہ غربت ہے۔ غربت کی وجہ سے والدین مجبور ہوتے ہیں کہ وہ اپنے بچوں کو تعلیم دلانے کی بجائے روزگار پر لگا دیتے ہیں۔اس سلسلے میں ہم نے ایک پائلٹ پراجیکٹ بھی شروع کیا ہے جس میں 12 کروڑ روپے کی investment کر کے ضلع قصور اور ضلع لاہور کے لئے جس کا ہم ابھی start لے رہے ہیں وہاں پر بھٹہ مزدوروں کے بچوں کے لئے بھٹوں پر سکول بنائیں گے، ہسپتال بنائیں گے۔جو بھٹہ مزدور اپنا قرض اتارنے کے لئے بچوں کو کام پر لگا لیتے ہیں ان کو ہم loan دیں گے تاکہ بھٹہ مالک سے لئے گئے پیسوں کے عوض ان کو زیادہ محنت نہ کرنی پڑے۔اسی طرح سے لیبر ڈیپارٹمنٹ اس پر پورا قانون لاگو کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ابھی سے ہم نے یہ start لیا ہے کہ عدالتوں کو ہم متحرک کر رہے ہیں کہ وہ لوگ جو بچوں سے جبری مشقت کرواتے ہیں ان کو سزا دینے کا انتظام کیا جائے اور جلد فیصلے کر کے ان مالکان کو ہم سخت سزائیں دیں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے، یہ تو future plan بتا رہے ہیں۔ میں نے تو ان سے یہ پوچھا ہے کہ already صرف 81 روپے فی آدمی 98 یا 96 روپے over the year وصول ہوئے ہیں، اس کے بارے میں یہ کیا کہتے ہیں اور آگے اس حوالے سے ان کا کیا اقدام ہے؟ میرا دوسرا سوال یہ تھا کہ تربیتی اداروں میں کیا ماں باپ کی بھی تربیت کی جا رہی ہے؟ جواب میں لکھا ہوا ہے کہ غیر روایتی تعلیمی مراکز کا قیام کیا گیا ہے، اس کا کیا مطلب ہے؟ اس کے علاوہ میں نے bounded labour کی بات کی ہے اس حوالے سے انہوں نے کچھ نہیں بتایا۔ اسی لئے میں آپ سے یہی کہہ رہی تھی کہ اگر آپ ایک کمیٹی تشکیل دیں تو اس میں definitely ہم بہت سے ممبران participate کر کے اس گھمبیر مسئلے پر کچھ نہ کچھ کر سکیں گے۔ میرا خیال ہے کہ یہ وقت ہے جس میں میاں صاحب بچوں کی پڑھائی کے لئے بہت نیک کام کر رہے ہیں تو کمیٹی میں اگر ہم چائلڈ لیبر پر یہ کام کریں گے تو یقیناً یہ ایک بہت اچھا قدم ہو گا۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں محترمہ کی کمیٹی بنانے کی تجویز کو support کرتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ اس پر ہم فوری کوئی کام شروع کریں کیونکہ چائلڈ لیبر اور bounded labour کے مسائل معاشرے کو بری طرح سے کھا رہے ہیں۔ میں خواہش کرتا ہوں کہ میری بہن اس کمیٹی میں شامل ہوں اور یہ جس طرح سے ان کی فکر کر رہی ہیں ان کی خدمات سے ہم مستفید ہونا چاہیں گے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ لاء منسٹر صاحب سے coordinate کریں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! آپ اس کی ایک کمیٹی تشکیل دے دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کی بات انہوں نے مان لی ہے۔ لاء منسٹر صاحب اور لیبر منسٹر صاحب بیٹھ کر اس بارے میں کمیٹی بنائیں گے اور آپ کو انہوں نے پہلے ہی ممبر تجویز کر دیا ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میں چاہتی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کی ممبر شپ مکمل ہو گئی ہے۔ اب میرے خیال میں کارروائی آگے چلنے دیں۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! میں اسی سے متعلقہ ایک ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ چائلڈ لیبر پر بات ہوئی ہے کہ قالین بافی ہو رہی ہے، چمڑا سازی ہو رہی ہے، فٹ بال کی صنعت پر بچے کام کر رہے ہیں تو میری بہن نے جیسے bounding labour پر بات کی ہے کہ وہاں پر بچے کام کر رہے ہیں اس سے بھی کہیں زیادہ ایک گھمبیر domestic labour لی جا رہی ہے جس کی کہیں بھی نشاندہی نہیں کی گئی، جس کے لئے کوئی قانون نہیں بنایا گیا۔ اس لیبر میں آپ دیکھیں کہ ایک بچہ پانچ سو سے لے کر ایک ہزار روپے تک کے عوض میں 12 سے لے کر 18 گھنٹے تک مشقت کرتا ہے۔ وہ بچہ صبح سات بجے اٹھتا ہے تو رات 12 بجے سوتا ہے، اس بچے سے جسمانی مشقت کے علاوہ ذہنی مشقت بھی لی جاتی ہے یعنی ذہنی اذیت دی جاتی ہے۔ اس کے لئے کیا کوئی قانون ہے، اگر قانون ہے تو اس میں کون سی دفعہ ان پر لگتی ہے جو لوگ بچوں سے domestic child labour لے رہے ہیں، جو والدین اپنے بچوں سے جبری child labour کرواتے ہیں تو کیا ان کے لئے کوئی دفعہ ہے اور کوئی قانون ہے؟ کیا ان بچوں کے لئے اور ان کے والدین کے لئے کوئی قانون سازی کی جائے گی تاکہ انہیں پتا چلے کہ وہ بچوں سے چائلڈ لیبر لیتے ہیں۔ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ چائلڈ لیبر لینے سے ان کی غربت کمی میں آئے گی تو ایک بین الاقوامی سروے میں ثابت کیا گیا ہے کہ چائلڈ لیبر لینے سے کبھی غربت میں کمی نہیں آتی بلکہ اس میں اضافہ ہوتا ہے۔

راؤ کاشف رحیم خاں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! ضمنی سوالوں پر تقاریر کا سلسلہ شروع ہے۔ خدارا! آگے بھی بزنس ہے جس پر کام کیا جائے اور ضمنی سوالوں کا سلسلہ ختم کروائیں۔

جناب سپیکر: راؤ صاحب! میرے خیال میں یہ کام آپ کا نہیں ہے جو آپ کر رہے ہیں۔ آپ زیادہ ہی مشکل کام پکڑ لیتے ہیں اور جو آپ کے کرنے کا نہیں ہوتا۔ مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔ انہیں پہلے جواب دینے دیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر محنت و انسانی وسائل (محمد اشرف خان سوہنا): شکریہ۔ جناب سپیکر! میری بہن نے domestic labour پر جن خیالات کا اظہار کیا ہے میں اس سے کچھ آگے جا کر بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس ملک کے غریبوں کے لئے کسی قانون پر کبھی عملدرآمد نہیں ہوتا۔ غریب کے بچے کو غریب ہی پیدا ہونا ہے۔ آج میری بہن نے جس کا تذکرہ کیا تو انسان لرز جاتا

ہے ایک ماں جب اپنی 14 سال کی بیٹی کو ہاتھ میں پکڑ کر کہتی ہے کہ صاحب! اس کو 900 روپے کے عوض اپنے گھر میں رکھ لو اور ساری عمر اس نے اس گھر کے فرش اور برتن صاف کرنے ہوتے ہیں تو وہ 900 روپے کی تنخواہ کے لئے اپنی بیٹی کو فرش صاف کرنے کے لئے لے آتی ہے۔ کوئی قانون نہیں ہے، پاکستان اور پنجاب میں کوئی ضابطہ نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اس ایوان کا fail ہونا ہے اور کوئی قانون اور کوئی ایف آئی آر، کوئی قاعدہ نہیں روک سکتا کہ ایک بچی سے برتن دھلوائے جاتے ہیں، فرش صاف کروائے جاتے ہیں، ایک بچے سے پنکچر لگوائے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں چاہتا ہوں کہ یہ خواتین اس موضوع کے اوپر پوری participation کریں، قانون سازی میں ہماری مدد کریں۔ ہم قانون بنانا چاہتے ہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ ایک چوکیدار کے گھر چوکیدار ہی پیدا ہو، ہم نہیں چاہتے کہ ایک ڈرائیور کے گھر ڈرائیور ہی پیدا ہو، ہم نہیں چاہتے کہ ایک مالی کے گھر مالی ہی پیدا ہو، ہم نہیں چاہتے کہ ایک نائی کے گھر نائی ہی پیدا ہو۔ ہم چاہتے ہیں کہ غریبوں کے گھر میں بھی ڈاکٹر پیدا ہوں، غریبوں کے گھر میں بھی انجینئر پیدا ہوں اس لئے میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ ان خواتین کو جنہوں نے اس معاشرے کے دکھ کا یہاں ذکر کیا ہے، آگے بڑھیں اور قانون سازی میں ہمارا ساتھ دیں۔ میں مشکور ہوں گا۔

جناب سپیکر: اشرف سوہنا صاحب! ماشاء اللہ آپ تو بااختیار ہیں اور آپ کے پاس اختیارات ہیں تو آپ blame کس کو کر رہے ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! ضمنی سوال ہو گا اور میں تقریر نہیں سنوں گا۔ جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر کی بات کی ہے اور ضمنی سوال پر ضمنی سوال ہی کیا ہے اور میں اس جذبے کو ضرور appreciate کروں گی جو questions میری بہن نے آج یہاں پر raise کئے ہیں اور وزیر موصوف کے جذبات کی بھی میں قدر کرتی ہوں اور definitely اس کے اوپر ایک کمیٹی بھی بننی چاہئے اور اچھے کام ہونے چاہئیں۔ میں وزیر موصوف سے کہوں گی کہ ہم لوگ تقاریر تو کر رہے ہیں لیکن اس کے اوپر عملی قدم اٹھانے کے سلسلے میں، میں چاہوں گی کہ کیا ایسا ممکن ہے یا ان کے پاس کوئی تجاویز ہیں کہ اگر پرائمری تک کے تمام بچوں کے اوپر لازمی تعلیم قرار دے دی جائے تو یہ لیبر چائلڈ کا باب ہمیشہ کے لئے بند ہو سکتا ہے۔ وزیر موصوف سے میرا یہی سوال ہے کہ کیا آئندہ کوئی ایسا کام ان کے منصوبوں میں شامل ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اوپر گیلری میں بیٹھے ہوئے ہمارے صحافی بھائی واک آؤٹ کر گئے ہیں تو اس کے لئے آپ اس ایوان کے معزز ممبران کو ان کے پاس بھجوا کر پتا کروائیں کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا ہے؟

جناب سپیکر: مجتبیٰ شجاع صاحب، کامران مائیکل صاحب، اعجاز صاحب اور خاتون بہن عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ جا کر صحافیوں سے بات کر کے پتا کریں کہ کیا مسئلہ ہے؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران اسمبلی صحافیوں سے مذاکرات کے لئے ایوان سے باہر چلے گئے)

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! ضمنی سوالات بہت ہو چکے ہیں، آپ تشریف رکھیں کیونکہ وقت بہت تھوڑا ہے اور ابھی کافی سوالات باقی ہیں۔ اگلا سوال محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 176 ہے۔ وزیر موصوف اس کا جواب پڑھ دیں۔

صوبہ پنجاب کی جیلوں میں خواتین قیدیوں کی تعداد اور ان کو دی جانے والی خوراک و سہولیات کی تفصیل

*176: **محترمہ آمنہ الفت:** کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب کی جیلوں میں خواتین قیدیوں کی تعداد کیا ہے، ہر جیل کی علیحدہ علیحدہ تعداد بتائی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ قیدی خواتین کے ساتھ ان کے معصوم بچے بھی ناکردہ جرم کی سزا کاٹتے ہیں، جن قیدی خواتین کے ساتھ ان کے بچے ہیں، ان کی تعداد علیحدہ علیحدہ جیل کے مطابق بیان فرمائیں؟

(ج) قیدی خواتین کو روزانہ کھانے کے لئے کیا خوراک مہیا کی جاتی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) قیدی خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے اور ان کی آئندہ زندگی میں ان کو معزز شہری بنانے کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) پنجاب کی جیلوں میں بند خواتین کی تعداد 845 ہے جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ قیدی خواتین کے ساتھ معصوم بچے بھی بند ہیں۔ایسی خواتین اور ان کے بچوں کی تعداد ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) قیدی خواتین کو بھی مرد اسیران کے مساوی خوراک مہیا کی جاتی ہے البتہ شیر خوار بچوں کو آدھا کلو اضافی دودھ روزانہ کی بنیاد پر مہیا کیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ ایک معروف ملک کمپنی نے بچوں کے لئے آدھا کلو دودھ فی بچہ فراہمی کا ذمہ لیا۔ کمپنی سے معاملات طے کئے جا رہے ہیں۔عنقریب مزید آدھا کلو دودھ فی بچہ فراہمی شروع ہو جائے گی جو کہ پہلے سے بچوں کو حکومت کی طرف سے فراہم کئے جانے والے دودھ کی مقدار یعنی 1/2 کلو دودھ فی بچہ کے علاوہ ہو گی۔

(د) قیدی خواتین کو معزز شہری بنانے کے لئے زنانہ جیل ملتان میں ٹیلرنگ اور دستکاری کا کام کروایا جاتا ہے۔اس کے علاوہ سنٹرل جیل لاہور میں ٹیوٹا کے تعاون سے بیوٹیشن کا کورس بھی کروایا جارہا ہے۔مزید برآں مذہبی تعلیم اور تعلیم بالغاں کا بھی انتظام کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! جواب تو لکھا ہوا ہے اگر آپ نے ضمنی سوال کرنا ہے تو وہ کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! پہلے وہ جواب پڑھیں گے تو میں ضمنی سوال کروں گی تاکہ ایوان کو بھی آگاہی ہو جائے کہ میرے سوال کے کیا جوابات آئے ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! صحافی دوستوں نے صحافی کالونی کے حوالے سے ٹوکن واک آؤٹ کیا ہے اور ان کا مطالبہ ہے کہ آپ کوئی ایسی یقین دہانی کروادیں کہ جو کمیٹی صحافی کالونی کے لئے بنائی ہے وہ اپنا کام speed up کرے اور ان کے مسئلہ کو جلد حل کیا جائے تو وہ فوری طور پر واپس آ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب تشریف لاتے ہیں تو ان کی بات سن کر حق رسی کرواتے ہیں۔ جی، وزیر جیل خانہ جات!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میری بہن نے جو پوچھا تھا اس پر بڑا تفصیلی جواب آ گیا ہے تو میرا خیال ہے کہ اس میں تمام تفصیل ان کے سامنے بھی موجود ہے اور اس میں کوئی ایسا ابہام نہیں ہے۔ اگر یہ ضمنی سوال کرنا چاہیں تو بتائیں۔

جناب سپیکر: وہ جوابات سننا چاہتی ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): پنجاب کی جیلوں میں بند خواتین کی تعداد 845 ہے جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) پر ملاحظہ فرمائیں۔ یہ درست ہے کہ قیدی خواتین کے ساتھ معصوم بچے بھی ان کے ساتھ اندر موجود ہیں۔ ایسی خواتین اور ان کے بچوں کی تعداد ضمیمہ (ب) پر ملاحظہ فرمائیں اور یہاں اس وقت جو تعداد ہے وہ 819 ہے۔۔۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! جو جواب پڑھ رہے ہیں وہ اس میں نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس وقت کی بات کر رہے ہیں جب محکمہ نے جواب دیا تھا لیکن منسٹر صاحب تازہ ترین figures کا ذکر کر رہے ہیں اور انہوں نے 845 خواتین کا ذکر کیا ہے جو میں نے خود سنا ہے۔۔۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر: کیا یہ جو پڑھ رہے ہیں اس کی کاپی اس ایوان میں مہیا کی گئی ہے اور اس ہاؤس کو قواعد و ضوابط کے مطابق نہیں چلایا جا رہا؟ یہ بات مناسب تو نہیں کہ گھر کی لونڈی۔۔۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! ایسے الفاظ اس ایوان میں استعمال کرنا مناسب نہیں ہے کیونکہ ہر چیز ایوان کی ٹیبل پر موجود ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! وہ آپ کو بتا رہے ہیں اور وہ factual پوزیشن آپ کو بتا رہے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! جو جواب یہاں آیا ہے وہ پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! وہی انہوں نے پڑھا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: نہیں جناب! ابھی تک انہوں نے جواب ہی نہیں پڑھا۔

جناب سپیکر: انہوں نے 845 کی figure پڑھی ہے اور میں نے خود سنا ہے۔ اگر آپ سننا نہیں چاہتے تو میں کیا کروں؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! انہوں نے 845 کا figure نہیں پڑھا بلکہ جز (ب) میں۔۔۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! یہ اس معزز ایوان کا قیمتی وقت ہے جو کہ چیمہ صاحب ضائع کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! اب آپ جواب تو سنیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! آپ رعایت کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! میں جو سمجھتا ہوں وہ اس ایوان میں آپ کے سامنے بیان کر دیتا ہوں۔ مجھے کسی کے ساتھ رعایت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! آپ neutral نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: وہ کس طرح آپ سمجھتے ہیں کہ میں neutral نہیں ہوں اور آپ بتائیں کہ یہ کس طرح ہو گا اور آپ کے پاس کیا چیز ہے، میں پوچھتا ہوں کہ آپ کے پاس کون سا طریقہ ہے وہ بتائیں؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! جب کوئی ممبر بات کرتا ہے تو آپ فوراً بولنا شروع کر دیتے ہیں۔ سپیکر کو بولنا کم چاہئے اور سننا زیادہ چاہئے۔ آپ سنتے کم اور بولتے زیادہ ہیں۔

جناب سپیکر: آپ مجھے ڈکٹیشن نہ دیں اور میں آپ کی یہ بات ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ جہاں میں سمجھوں گا کہ آپ غلط بات کر رہے ہیں تو میں ٹوکوں گا اور روکوں گا بھی۔۔۔

جناب خلیل طاہر سندھو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! چیمہ صاحب پانچ سال پہلے بھی رہے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں، انہیں اس طرح سے سپیکر سے مخاطب نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: سندھو صاحب! چیمہ صاحب بڑے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں آپ ان سے ایسی بات نہ کریں۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! یہ آپ کے خلاف اس طرح سے بات نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں، مجھے وہ کہہ سکتے ہیں۔ میں ان کی سنتا ہوں، آپ تشریف رکھیں۔ جی، چودھری صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں اس کا جواب بھی پڑھ رہا ہوں اور اپنی بہن کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ معزز ایوان کا ایک ایک سیکنڈ بڑا قیمتی ہے۔ یہاں ایوان کے اندر اور بھی business موجود ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی ممبران نے سوال کرنے ہیں اب یہ اگر اس کی تعداد کو لے کر بیٹھی رہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ان کو چھوڑ دیں آپ اپنا کام کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ سننا چاہتی ہیں کہ نہیں؟ تشریف رکھیں۔ جی، چودھری صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! اس میں بچوں کے حوالے سے پوچھا گیا ہے کہ جن خواتین کے ساتھ بچے ہیں ان کی موجودہ تعداد کتنی ہے تو جب اس کا جواب دیا تھا اس وقت 104 تھی لیکن جو آج ہمیں کچھ دیر پہلے latest figures ملی ہیں اس کے مطابق قیدی خواتین کی تعداد 111 ہے اور ان کے ساتھ موجودہ بچے 119 ہیں۔ پھر انہوں نے پوچھا ہے کہ قیدی خواتین کو روزانہ کھانے کے لئے کیا خوراک مہیا کی جاتی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟ اس کا جواب ہے کہ قیدی خواتین کو بھی مرد اسیران کے مساوی خوراک مہیا کی جاتی ہے البتہ شیر خوار بچوں کو آدھا کلو اضافی دودھ روزانہ کی بنیاد پر مہیا کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک معروف ملک کمپنی نے آدھا کلو دودھ فی بچہ فراہمی کا ذمہ لیا ہے۔ کمپنی سے معاملات طے ہو چکے ہیں اور اس کے بعد فی بچہ مزید آدھا کلو دودھ add ہو جائے گا۔ اس طرح بچے کے لئے دودھ کی مقدار زیادہ ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! پھر انہوں نے next پوچھا ہے کہ قیدی خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے اور ان کی آئندہ زندگی میں ان کو معزز شہری بنانے کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قیدی خواتین کو معزز شہری بنانے کے لئے زنانہ جیل ملتان میں ٹیلرنگ اور دستکاری کا کام کروایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ سنٹرل جیل لاہور میں T.E.V.T.A کے تعاون سے beautician کا کورس بھی کروایا جا رہا ہے۔ مزید برآں مذہبی تعلیم اور تعلیم بالغاں کا بھی انتظام کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی محترمہ! کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ خواتین قیدی کو جو خوراک دی جاتی ہے وہ مرد قیدی کے مساوی دی جاتی ہے۔ یہ مبہم سا جواب دیا ہے یہ clear نہیں ہے۔ ان کا باقاعدہ ایک چارٹ بنتا ہے، کم از کم وہ چارٹ ہی لف کر دیا جاتا، اس چارٹ کے مطابق اگر ہمیں kindly بتا دیں کہ ان کو کیا خوراک دی جاتی ہے؟ یہ جواب میرے نزدیک انتہائی ناکافی ہے کہ مردوں کے مساوی دی جاتی ہے۔ وہ خواتین مردوں کے مساوی کیا کھا رہی ہیں؟ کیا ان کو کشتہ کھلایا جا رہا ہے جس کو کھا کر خواتین بڑی صحت مند ہو رہی ہیں؟ دوسرا میرا ضمنی سوال جو میں ساتھ ہی کر دیتی ہوں کہ کس عمر تک کے بچے کو قیدی خاتون اپنے ساتھ رکھ سکتی ہے؟ اس کے بعد میں اپنا آخری سوال جواب آنے کے بعد کروں گی۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! خوراک کے حوالے سے محترمہ نے بات کی ہے یہ very much clear about that کہ diet کے حوالے سے اس میں بتا دیا گیا ہے۔ اس میں ایک چیز میں بھی mention کرنا چاہوں گا as a Minister for Prisons۔ ہم نے ان کی جیلیں بھی دیکھی ہیں۔ اس وقت کی حالت بھی دیکھی ہے۔ یہ جیل کے اندر اب جا کر دیکھیں پہلے 19 روپے per day کے حساب سے تھا۔ جناب چیف منسٹر نے اس کو 50 روپے per day کیا ہے اور میں یہ ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ شاید بہت سے گھروں میں اس طرح کا food نہ ملتا ہو جو آج ہم جیل کے اندر provide کر رہے ہیں۔ محترمہ نے دوسرا سوال یہ کیا ہے کہ کتنے سال تک کے عمر کا بچہ جیل میں اپنی والدہ کے ساتھ رہ سکتا ہے؟ تو 6 سال تک کا بچہ عدالت کی اجازت کے ساتھ اپنی والدہ کے ساتھ رہ سکتا ہے اور اس سے بڑا بچہ بھی اگر وہ چاہے تو رہ

سکتا ہے، وہاں اس کے لئے schooling کا انتظام ہے، ہم اس کو پورا facilitate کرتے ہیں اور پورا ایک سسٹم جو بگڑا ہوا تھا میں ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ اب اس محکمہ میں تبدیلی آ رہی ہے اور انہوں نے اگر دیکھنا ہے تو یہ میرے ساتھ آئیں میں ان کو offer کرتا ہوں میرے ساتھ آ کر یہ کسی بھی جیل کا visit کریں میں ان کو لے کر جاتا ہوں یہ دیکھیں گے کہ اس سے پہلے لاہور کے قیدیوں کو بہاولپور اور ڈی جی خان کیوں پھرایا جاتا تھا، اب قیدیوں کے لئے ہم پالیسی بنا رہے ہیں کہ جو جس ضلع کا قیدی ہے اس کو اسی ضلع میں رکھا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! اگر ضمنی سوال ہو گا تو سنوں گا، تقریر ہو گی تو mike بند ہو جائے گا۔

محترمہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے اور منسٹر صاحب کی تیاری نہیں ہے۔ ایک jail menu ہوتا ہے اور پورے ہفتے کا چارٹ ہوتا ہے وہ ان کو ساتھ لے کر آنا چاہئے تھا اور ایوان میں پیش کرنا چاہئے تھے کہ ہفتے میں کون کون سے دن کون کون سا کھانا دیا جاتا ہے؟ میں اس محکمہ کی دو سال تک چیئر پرسن رہی ہوں اور جہاں تک بات home district کی ہے تو home district میں وزیراعلیٰ پنجاب نے سپیشل آرڈر جاری کیا تھا کہ جو قیدی جس ضلع کا ہو گا اس کو وہیں رکھا جائے گا۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): ماجدہ زیدی نے بھی کچھ عرصہ اس department میں چودھری پرویزالٰہی صاحب کی مہربانی سے کام کیا ہے لیکن چارٹ کے بارے میں انہوں نے پوچھا ہی نہیں تھا کہ میں ان کو چارٹ لا کر فراہم کروں جو پوچھا گیا تھا ہم نے اس کے مطابق exact اس کا جواب دیا ہے۔ food کے حوالے سے میں پھر یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ آپ کے وقت میں تو وہ کھانا شاید جانور بھی نہیں کھاتے تھے، اب آپ آئیں اور جیلوں میں آ کر دیکھیں کہ میاں محمد شہباز شریف کی مہربانی سے بہت اچھا کھانا مل رہا ہے۔ کرپشن اور بدعنوانی میں جو لوگ ہمارے پاس جیل آئیں گے ان کو وہاں پر food اچھا ملے گا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میرا سوال یہ ہے کہ قیدی خواتین کو روزانہ کھانے کے لئے کیا خوراک مہیا کی جاتی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟ جس کا جواب یہ آیا ہے کہ مردوں

کے مساوی خوراک دی جاتی ہے۔ کیا یہ اس سوال کا جواب بنتا ہے؟ پھر انہوں نے کہا کہ ان کی جیلیں، ہماری جیلیں، ہم نے کون سی جیلیں بنائی ہوئی ہیں؟ انہوں نے اپنی کوئی خفیہ بنا رکھی ہوں گی، ہمارے ہاتھ صاف ہیں، ہماری کوئی جیل نہیں ہے۔ میری بہن ٹاسک فورس کی چیئر پرسن رہی ہیں ان کو سارا پتا ہے لہذا یہ اپنی تیاری کر کے آئیں، تقریریں نہ کریں، غلط جوابات مت دیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کے سوال کی اب سمجھ نہیں آ رہی ہے، اگر آپ نے شور ڈال کر سوال کرنا ہے تو اس کا کسی کو پتا نہیں چلے گا، اس کا فائدہ کس کو ہو گا؟

محترمہ آمنہ جہانگیر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ بیٹھی ہوئی بول رہی ہیں، میں آپ کو اس طرح بولنے کی اجازت نہیں دیتا۔

محترمہ آمنہ جہانگیر: میں نے ایک اہم بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔ No you are not allowed to speak اپنی سیٹ پر بیٹھیں۔ جی، وزیر موصوف!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! محکمہ جیل میں خوراک کے حوالے سے ان کی diet اور جس جس دن ان کو جو خوراک ملتی ہے وہ چارٹ ہمارے پاس موجود ہے لیکن میں ایک بات بڑی ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ ابھی چیک کر لیں کیا ان کے گھروں میں خوراک کا چارٹ بنا ہوا ہے؟ For nothing یہ سوال ایوان کا ٹائم برباد کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے اور اگر محترمہ کو چارٹ کی ضرورت ہے تو میں ان کو بھجوا رہا ہوں، یہ چیک کر لیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! انہوں نے بات کر لی ہے، اگر آپ نے چارٹ دیکھنا ہے تو دیکھ لیں۔ آپ کے ضمنی سوال کے بعد میں اب وقفہ سوالات کو ختم کرنے کا اعلان کرنے والا ہوں۔ آپ اس کو فوری طور پر پڑھ لیں۔ محترمہ آمنہ الفت کا mike on کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ انہوں نے بہت لمبی چوڑی باتیں کی ہیں لیکن ان کے جوابات میں صرف جذباتی اور انتقامی سی باتیں نظر آئی ہیں، انہوں نے اس کا اس طریقے سے جواب نہیں دیا جس طریقے سے انہیں جواب دینا چاہئے۔ میرا آخری سوال ان سے یہ ہے کہ یہ جذباتی ہوئے بغیر یہ بتائیں کہ کیا یہ خود کبھی جیل گئے ہیں؟

MINISTER FOR PRISONS (CH. ABDUL GHFOOR) Mr. Speaker! Yes, it's very important.

جناب سپیکر: جی، کیا کیا جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں نے اس وقت قید کاٹی ہے جب ان کا لیڈر پرویز الٰہی اور چودھری شجاعت ہمارے ساتھ کھڑا تھا۔ یہ لوگ اس وقت بھی agencies سے مل کر گرفتاری نہیں دیتے تھے۔ میں نے کوٹ لکھپت جیل کے اندر اس وقت بھی جیل کاٹی ہے اور ایک بات جو اس سے بھی زیادہ important ہے، ان کے پچھلے پورے ٹائم کے اندر ان کی پوری agencies ہمارے پیچھے تھیں۔ اس ایوان کے اندر سے ہمارے MPAs کو گرفتار کیا گیا۔ ان کی agencies نے اور ان کے tout جو پولیس کے اندر بھی موجود تھے۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! وہ سب کو پتا ہے، اس بات کو چھوڑیں۔ آپ ان کی بات کا جواب دیں اور آگے چلیں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں بالکل جیل گیا ہوں جی۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کیا پوچھنا چاہتی ہیں؟ آپ بتائیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے جتنے بھی جواب دیئے ہیں اس سے اس چیز کی واضح نشاندہی ہوتی ہے کہ یہ جیلوں کا اصل نقشہ پیش نہیں کر رہے ہیں۔ یہ صرف جذباتی اور ایک غلط بات کی طرف رُخ پھیر رہے ہیں۔ یہ خود جیل گئے ہوں تو ان کو جیل کے حالات کا پتا ہو۔ میری بہن جیل خانہ جات کی چیئرپرسن رہ چکی ہیں، ان کو ساری detail اور ہمارے دور حکومت میں ہونے والے سارے کاموں کی detail معلوم ہے۔ بہت اچھا ہوتا۔ اگر وزیر موصوف صحیح تیاری کر کے آتے اور حقائق پر بات کرتے۔ ہم ان کے ساتھ ہیں، جہاں جہاں آپ اچھا کام کریں گے، ہم آپ کے ساتھ ہیں اور ہم آپ کے ساتھ شامل ہو کر support کریں گے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ یہ بات ماننے والی نہیں ہے۔ وہ ماشاءاللہ تیاری کر کے بھی آتے ہیں اور بغیر تیاری کے بھی اللہ کے فضل سے اپنا جواب صحیح دے سکتے ہیں۔ ایسی بات نہ کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! پہلے بھی وزیر موصوف نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا تھا جو چائلڈ لیبر کے حوالے سے تھا۔ میں تو وہ تشنگی ابھی تک محسوس کر رہی ہوں کہ مجھے جواب نہیں ملا۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! میرا ایک سوال ہے۔ (شور و غل)

جناب سپیکر: Order please, order please, order in the House. اب آپ ٹائم دیکھیں۔ میں نے تو اس میں کچھ نہیں کیا۔ آپ خود ہی اپنا ٹائم ضائع کرا رہی ہیں۔ آپ کا سوال نمبر کیا ہے؟

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر میرا سوال نمبر 1321 ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ اس کا ٹائم دیکھ لیں۔ مجھے تو اس کے ضابطہ کے مطابق چلنا پڑتا ہے۔ میں مجبور ہوں، میری یہ مجبوری ہے، ہم اس کو pending کر دیتے ہیں۔ آپ کا سوال pending ہوتا ہے۔ ان کا دوسرا محکمہ ہے۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 347 ہے اور یہ بالکل چھوٹا سا سوال ہے جو کہ سوہنا صاحب کے محکمے سے متعلقہ ہے۔

لاہور۔ خیبر بلاک علامہ اقبال ٹاؤن کے فلیٹس کی الاٹمنٹ و دیگر تفصیل

*347: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ کے خیبر بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں فلیٹس ہیں، اس وقت جن افراد کو یہ فلیٹس الاٹ کئے گئے ہیں، ان کی تفصیل کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ورکرز ویلفیئر بورڈ کے اہلکار اور افسران جب چاہیں مذکورہ فلیٹس میں رہنے والے افراد کو چیک کرنے کے لئے ان کے فلیٹس میں بغیر اجازت اندر داخل ہو جاتے ہیں، کیا یہ اسلام میں دی گئی پرائیویسی کے خلاف نہ ہے کیا بورڈ اس سکیم پر نظر ثانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے خیبر بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں 272 ملٹی سٹوری فلیٹس ہیں ان فلیٹس کے الاٹیز کی کمپیوٹرائزڈ لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) درست نہ ہے، پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے اہلکار کبھی بھی متعلقہ الاٹی کی اجازت کے بغیر کسی فلیٹ میں بھی داخل نہ ہوئے ہیں اور نہ ہی آئندہ ایسا کرنے کا سوچ سکتے ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ غیر قانونی رہائش پذیر لوگوں کے بارے میں مختلف شکایات کی بناپر ورکرز ویلفیئر بورڈ نے 2001 میں 272 ملٹی سٹوری فلیٹس علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کا سروے کروایا تھا تاہم الاٹمنٹ آرڈر کی شق نمبر 11 کی رو سے ورکرز ویلفیئر بورڈ کو اپنے کسی آفیسر کو مذکورہ فلیٹس میں الاٹمنٹ شرائط کی پابندی چیک کرنے کے لئے تعینات کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! میرے سوال نمبر 347 کے جز (ب) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "الاٹمنٹ آرڈر کی شق 11 کی رو سے ورکرز ویلفیئر بورڈ کو اپنے کسی آفیسر کو مذکورہ فلیٹ میں الاٹمنٹ شرائط کی پابندی چیک کرنے کے لئے تعینات کرنے کا اختیار حاصل ہے۔" اس بارے میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ چیک کرنے والا مذکورہ آفیسر بغیر اجازت کے فلیٹ میں داخل ہو جاتا ہے، کیا وزیر صاحب اس بارے میں ہدایت جاری کرنے کو تیار ہیں کہ بغیر اجازت فلیٹس میں داخل نہ ہوں؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جی، میں میڈم سے عرض کرتا ہوں کہ اگر کوئی بھی سرکاری اہلکار بغیر اجازت کے کسی فلیٹ کے اندر داخل ہو گا تو اس کے خلاف فوجداری کارروائی کا حکم دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، میرے خیال میں یہاں سوالات کا وقفہ ختم ہو گیا اور اب ہم تحاریک استحقاق کی طرف چلتے ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات
(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پنجاب کی جیلوں میں سزائے موت کے قیدیوں کی تعداد و دیگر تفصیل

*230: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب کی جیلوں میں اس وقت سزائے موت کے کتنے قیدی ہیں، علیحدہ علیحدہ ہر جیل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) پنجاب کی جیلوں میں قیدیوں اور حوالاتیوں کے ہفتہ وار کھانے کی تفصیل بیان کی جائے، کیا ان قیدیوں و حوالاتیوں کے لئے مختلف جیلوں میں ٹی وی کی سہولیات ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں، ہر جیل کی علیحدہ علیحدہ تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا حکومت سزائے موت کے قیدیوں اور دوسرے قیدیوں کو ان کے بچوں سے علیحدہ کمرے میں ملاقات کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) پنجاب کی جیلوں میں بند سزائے موت کے قیدیوں کی تعداد 6836 ہے جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پنجاب کی جیلوں میں قیدیوں اور حوالاتیوں کو ہفتہ وار دیئے جانے والے کھانے کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جہاں تک اسیران کو ٹی وی رکھنے کا تعلق ہے تو تمام جیلوں کی بارکوں اور سزائے موت کے سیلوں کے باہر ٹی وی نصب ہیں اور اسیران ٹی وی کی سہولت سے مستفید ہو رہے ہیں۔

(ج) سزائے موت کے قیدیوں سے ان کے بچوں کی علیحدہ کمرے میں ملاقات کا انتظام نہ ہے۔ تاہم سزائے موت کے احاطہ میں بچوں کو لے جایا جاتا ہے اور ملاقات جیل قوانین کے عین مطابق کروائی جاتی ہے۔مزید برآں حق زوجیت ادا کرنے کے لئے حکومت پنجاب نے علیحدہ کمروں کی تعمیر کا منصوبہ منظور کر دیا ہے اور اگلے مالی سال یعنی کہ 09-2008 میں یہ سہولت سنٹرل جیل لاہور، ملتان، راولپنڈی اور فیصل آباد میں فراہم کی جائے گی۔

پٹرول پمپس پر پیمائش و کوالٹی کی چیکنگ کسی دوسرے ادارے سے کروانے کا مسئلہ

*348: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ محنت صوبہ میں پٹرول پمپ کے پیمانہ وغیرہ اپنے ملازمین کے ذریعے چیک کرتا ہے، اگر ہاں تو کن افسروں سے؟

(ب) کیا سال 2006 اور 2007 میں کم پیمانہ رکھنے والے پٹرول پمپوں کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی، اگر ہاں تو کب؟

(ج) کیا حکومت محکمہ ہذا کے علاوہ کسی دوسری تنظیم یا ادارے کے ذریعے پٹرول پمپس کے پیمانہ جات چیک کرنے کا اختیار دینے کو تیار ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ محنت صوبہ پنجاب میں محکمہ محنت وانسانی وسائل کے شعبہ اوزان و پیمائش کے مقرر کردہ اسسٹنٹ کنٹرولر وانسپکٹران اوزان و پیمائش پٹرول پمپوں کے پیمانہ جات اور سالانہ تصدیق و تجدید کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔

(ب) صوبہ پنجاب میں سال 2006 اور 2007 میں کم ناپ رکھنے والے پٹرول پمپوں کے خلاف محکمہ ہذا کے اہل کاران نے اوزان و پیمائش ایکٹ مجریہ 1975 اور اوزان و پیمائش رولز مجریہ 1976 کے تحت کارروائی عمل میں لائی جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	سال	تعداد معائنہ جات	تعداد چالان	رقم جرمانہ
-1	2006	6331	1010	360730/-
-2	2007	7512	953	543590/-

(ج) صوبہ پنجاب اوزان و پیمائش کے عالمی نظام کے نفاذ اور پنجاب اوزان و پیمائش ایکٹ مجریہ 1975 اور پنجاب اوزان و پیمائش مجریہ رولز 1976 کے نافذ العمل ہونے کے بعد سے لے کر اب تک محکمہ محنت وانسانی وسائل کا شعبہ اوزان و پیمائش بسرعت اور تندہی سے اپنے فرائض سرانجام دے رہا ہے۔ مزید برآں ہر ضلع کا ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر جملہ قوانین کے تحت انتظامی اور نگران کے اختیارات رکھتا ہے پٹرول پمپوں کی انسپیکشن

کے لئے تکنیکی اور تربیت یافتہ عملہ درکار ہے کسی اور تنظیم یا ادارے کو اختیارات تفویض کرنے سے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔

جیلوں میں قید قیدی خواتین کے کام کے حوالے سے مسائل

*381: محترمہ آمنہ جہانگیر: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جیلوں میں قیدی خواتین سے مشقت لی جاتی ہے؟

(ب) کیا مشقت لینے کے لئے عمر کی حد اور معیار بھی مقرر ہے؟

(ج) خواتین کو جیلوں میں کس کس قسم کے کاموں پر لگا کر مشقت لی جاتی ہے اور اس کے اوقات کار کیا ہیں؟

(د) کیا قیدی خواتین کو مشقت کے عوض کوئی اجرت بھی ادا کی جاتی ہے، اگر ہاں تو اس کی شرح کیا ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں، کیا حکومت قیدی خواتین کو کام کرنے کے عوض اجرت ادا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ جیلوں میں مقید قیدی خواتین سے سلائی کڑھائی کی مشقت لی جاتی ہے۔

(ب) پنجاب کی جیلوں میں مقید 60 سال تک کی عمر والی خواتین سے مشقت لی جاتی ہے۔

(ج) پنجاب کی جیلوں میں مقید خواتین سے سلائی کڑھائی کے کام کی مشقت لی جاتی ہے اور ان کے کام کرنے کے اوقات صبح 6:30 بجے سے 02:00 بجے تک ہیں۔

(د) جیلوں میں قیدی خواتین سے ان کی سزا کے مطابق مشقت لی جاتی ہے اور جیل قوانین کے تحت ان کو کوئی معاوضہ نہیں دیا جاتا، تاہم مشقت جو کہ سلائی، کڑھائی طرز کی ہوتی ہے اس کے عوض ان کی سزا میں ماہانہ 05 یوم معافی کی رعایت دی جاتی ہے۔

شہری آبادیوں کے قریب پٹرول پمپس،
سی این جی لگانے کی اجازت کا طریقہ و معیار

*480: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر محنت و انسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

صوبائی حکومت اور ڈسٹرکٹ حکومتیں کسی بھی شہر میں شہری آبادیوں کے قریب اور گردونواح میں پٹرول پمپس اور سی این جی سٹیشن لگانے کی اجازت کس طریق کار اور معیار کے تحت دیتی ہے، تفصیلاً بتایا جائے اور کیا آئندہ مزید سی این جی اسٹیشن راولپنڈی شہر میں لگائے جائیں گے؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

یہ محکمہ محنت و انسانی وسائل کے متعلقہ نہ ہے۔پٹرول پمپس اور سی این جی سٹیشن لگانے کی اجازت دینے کا صوابدیدی اختیار مندرجہ ذیل محکمہ جات کو ہے:۔

1. Federal Inspector of Explosives (Federal Government).
2. Oil & Gas Regulatory Authority (Federal Government).
3. Hydro Carbon Development Institute of Pakistan (Federal Government).
4. Highway Department (Provincial Government).
5. Environment Protection Department (Provincial Government).
6. No Objection Certificate from District Government.

جیل میں قید خواتین کے بچوں کی تعلیم و تربیت کا مسئلہ

*411: محترمہ ماجدہ زیدی: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور کی جیلوں میں کتنی خواتین اپنے بچوں کے ساتھ قید کاٹ رہی ہیں؟

(ب) کیا مذکورہ خواتین کے بچوں کی جیل سے باہر تعلیم و تربیت کے لئے کوئی انتظامات کئے گئے ہیں، اگر ہاں تو مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) اس وقت صرف سنٹرل جیل لاہور کے زنانہ وارڈ میں 17 خواتین ہمراہ 22 بچگان موجود ہیں۔

(ب) اس وقت دس بچے جیل سے باہر سکول میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ان بچوں کو سکول یونیفارم، کاپیاں، کتابیں اور سکول بیگ وغیرہ جیل کی طرف سے فراہم کئے جاتے ہیں اور جیل کے اندر ان کی ٹیوشن کا بھی انتظام کیا گیا ہے اور گرمیوں کی چھٹیوں کے دوران خصوصی سمر کلاسز کا اجرا کیا گیا ہے۔

صنعتی اداروں سے نکالے گئے مزدوروں کے مسائل

*816: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حالیہ لوڈ شیڈنگ سے بیشتر صنعتی ادارے بند ہو گئے جس کی وجہ سے مزدور بے روزگاری کا شکار ہو گئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ نے ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے صنعتی کارکنوں کو ڈیتھ گرانٹ، میرج گرانٹ اور سکالر شپ گرانٹ سے محروم کر دیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ صنعتی اداروں سے نکالے گئے مزدوران گرانٹس کے لئے درخواست نہیں دے سکتے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان گرانٹس کو بحال کرنے اور نکالے گئے مزدوروں کو یہ گرانٹس دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) یہ درست ہے کہ حالیہ لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے بیشتر صنعتی اداروں کی کارکردگی پر برے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔اس سلسلہ میں ضلعی حکومتوں سے موصول ہونے والی رپورٹ کے مطابق صنعتی اداروں نے لوڈ مینجمنٹ کے ساتھ مین پاور مینجمنٹ بھی کی اور تقریباً 70 اداروں نے 11687 ملازمین کو جزوقتی طور پر باقاعدہ فارغ کیا۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ بدستور صنعتی مزدوروں کو ڈیتھ گرانٹ، میراج گرانٹ اور سکالرشپ گرانٹ کی ادائیگی کر رہا ہے۔

(ج) جی ہاں! یہ درست ہے کہ صنعتی اداروں سے نکالے گئے مزدور گرانٹس کے حصول کے لئے درخواست دینے کے مجاز نہ ہیں کیونکہ نوکری سے برخاستگی کی صورت میں صنعتی مزدور I.R.O 2002 میں دی گئی مزدور کی تعریف پر پورا نہیں اترتا۔

(د) ورکرز ویلفیئر فنڈ آرڈیننس 1971 میں ورکر کی تعریف بیان نہیں کی گئی بلکہ ورکر کی جو تعریف I.R.O 2002 میں دی گئی ہے۔اسے ہی اپنایا گیا ہے جب کوئی مزدور نوکری سے برخواست ہو جاتا ہے تو وہ اس وقت تک اس تعریف کے زمرے میں نہیں آتا جب تک اسے بحال نہیں کیا جاتا۔

اڈیالہ جیل راولپنڈی میں قیدیوں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*486: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) اڈیالہ جیل راولپنڈی میں اس وقت کل کتنے قیدیوں کے لئے گنجائش ہے؟

(ب) اس وقت اڈیالہ جیل میں کل کتنے قیدی ہیں؟

(ج) کیا اڈیالہ جیل میں قیدیوں کے لئے گنجائش بڑھانے کا کوئی حکومتی منصوبہ ہے؟

(د) کیا اسلام آباد کے قیدیوں کے لئے علیحٰدہ جیل بنانے کا ارادہ ہے؟

(ہ) قیدیوں کو جو خوراک مہیا کی جاتی ہے اس کی تفصیل بتائیں؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) اڈیالہ جیل میں اس وقت 1994 اسیران رکھنے کی گنجائش ہے۔

(ب) اڈیالہ جیل راولپنڈی میں اس وقت 6028 اسیران مقید ہیں۔

(ج) حکومت اس وقت اڈیالہ جیل میں گنجائش بڑھانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی البتہ سال 09-2008 کے ترقیاتی منصوبہ میں مندرجہ ذیل منصوبہ جات شامل ہیں:۔

i- تعمیر برائے فیملی رومز سنٹرل جیل، راولپنڈی

ii- خریداری زمین برائے تعمیر زنانہ جیل اور بورسٹل جیل راولپنڈی

(د) حکومت اسلام آباد میں علیٰحدہ جیل بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اسلام آباد دارالخلافہ ہونے کی حیثیت سے حکومت پنجاب کے دائرہ اختیار میں نہیں۔ حکومت پنجاب نے علیٰحدہ جیل بنانے کے لئے مرکزی حکومت کو تجویز پیش کی ہے (نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) ہدایت ملنے پر مزید کارروائی کی جائے گی۔ اسلام آباد کے لئے علیٰحدہ جیل بنانے کے سلسلہ میں کمشنر اسلام آباد کی نگرانی میں ایک کمیٹی رواں ماہ میں قائم کی گئی ہے مزید یہ کہ راولپنڈی میں ایک مزید ڈسٹرکٹ جیل بنانے کے لئے تجویز حکومت کے زیر غور ہے جبکہ راولپنڈی میں خواتین اور بچوں کی جیل منظور ہو چکی ہے اور عنقریب کام شروع ہونے کی توقع ہے۔

(ہ) حکومت پنجاب کی طرف سے قیدیوں کو جو خوراک مہیا کی جا رہی ہے اس کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

چنیوٹ میں قائم این جی او کے ملازمین کی بے قاعدگیاں

*1078: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر محنت و انسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چنیوٹ میں ایک این جی او، پی ایس ٹی اے بھٹہ خشت کی لیبر کے بچوں کو تعلیم دینے کے لئے پاک سویڈش کے زیر نگرانی محکمہ محنت و افرادی قوت میں رجسٹرڈ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ادارہ کی طرف سے بچوں کے لئے یونیفارم کتابوں اور دوپہر کے کھانا کے لئے فنڈز دیئے جاتے ہیں اور وہ فنڈز ادارہ کے سپروائزر خورد برد کر رہے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ادارہ کو طلبا کو پڑھانے کے لئے اساتذہ کی تنخواہ کی مد میں ماہانہ تین ہزار روپے فی کس دیئے جاتے ہیں مگر سپر وائزر علاقہ میں بے روزگاری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خواتین اساتذہ کو 1000 / 800 روپے میں رکھ لیتے ہیں اور بقیہ رقم ان کی جیب کی نذر ہو جاتی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اتنے اہم اور ذمہ دار ادارہ کے سپر وائزر مڈل اور میٹرک پاس رکھے ہوئے ہیں جن کی علاقہ میں رپوٹیشن بھی ٹھیک نہ ہے؟

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ادارہ کا انتظام اپنے ذمہ لینے اور وہاں پر کوالیفائیڈ افراد رکھنے کو تیار ہے اور قبل ازیں خورد برد کی گئی رقم موجودہ سپر وائزر سے انکوائری کر کے ادارہ پر خرچ کرنے کو تیار ہے، تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) محکمہ محنت وانسانی وسائل کے پاس پاک سویڈش کے زیر نگرانی پی ایس ٹی اے کے نام سے کوئی این جی او رجسٹرڈ نہ ہے اور نہ ہی کسی این جی او کو رجسٹرڈ کرنا محکمہ محنت وانسانی وسائل کے دائرہ کار میں آتا ہے۔

(ب) محکمہ محنت وانسانی وسائل کسی طرح کے کوئی فنڈز مذکورہ این جی او کو نہیں دیتا جبکہ مذکورہ این جی او کو سویڈش انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ ایجنسی (SIDA) فنڈز فراہم کرتی ہے۔

(ج) مذکورہ ادارہ اپنے مدارس کو چلانے میں خود مختار ہے اس کے سپر وائزر اگر کسی غلط روی کا شکار ہیں تو مذکورہ ادارہ ہی ان کے خلاف کارروائی کرنے کا مجاز ہے ان اداروں کو سپر وائز کرنا محکمہ محنت وانسانی وسائل کی ذمہ داری نہ ہے۔

(د) چونکہ محکمہ محنت وانسانی وسائل نے کوئی سپر وائزر مقرر ہی نہیں کئے تو ان کی رپوٹیشن کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

(ہ) چونکہ پی ایس، ٹی / اے محکمہ وانسانی وسائل میں رجسٹرڈ نہ ہے اور نہ ہی محکمہ کسی این جی او کو رجسٹرڈ کرتا ہے اور نہ ہی اس کے دائرہ اختیار میں ہے واضح رہے کہ این جی اوز کو محکمہ سوشل ویلفیئر رجسٹرڈ کرتا ہے اس لئے مذکورہ این جی او کی انکوائری بھی محکمہ سوشل ویلفیئر کو سونپی جا سکتی ہے۔

پنجاب کی جیلوں میں قیدیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*536: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب کی جیلوں میں کتنے قیدی گنجائش سے زیادہ قید ہیں، ضلع وار گنجائش اور قیدیوں کی تعداد فراہم کی جائے؟

(ب) جن جیلوں میں گنجائش سے زیادہ قیدی ہیں کیا حکومت ان کو کسی اور بلڈنگ یا کسی اور جگہ منتقل کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) پنجاب کی جیلوں میں اس وقت کتنے سزائے موت کے قیدی ہیں، کیا حکومت ان کی سزائے موت کو قید میں بدلنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

(د) کیا حکومت جیل میں قید ہر جرم کے قیدی کے وارثوں اور مدعیوں سے مل کر ان میں صلح و صفائی اپنی سربراہی میں کروانے کو تیار ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) پنجاب کی جیلوں میں جیل وار اسیران کو رکھنے کی اور جو اسیران بند ہیں کی جیل وار موجودہ تعداد ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) گنجائش سے زیادہ اسیران کو جیل ہائے پنجاب میں رکھنے کے لئے حکومت پنجاب مندرجہ ذیل نئی جیلیں تعمیر کروا رہی ہے:۔

زیر تعمیر ڈسٹرکٹ جیل حافظ آباد	ایک ہزار اسیران کے لئے
زیر تعمیر ہائی سکیورٹی پریژن ساہیوال	۔ایضاً۔
زیر تعمیر ڈسٹرکٹ جیل خانیوال	۔ایضاً
زیر تعمیر ڈسٹرکٹ جیل لودھراں	۔ایضاً۔
زیر تعمیر ہائی سکیورٹی پریژن میانوالی	۔ایضاً۔
زیر تعمیر ڈسٹرکٹ جیل اوکاڑہ	پانچ سو اسیران کے لئے
زیر تعمیر ڈسٹرکٹ جیل پاکپتن	۔ایضاً۔
زیر تعمیر ڈسٹرکٹ جیل لیہ	۔ایضاً۔
زیر تعمیر ڈسٹرکٹ جیل بھکر	۔ایضاً۔
زیر تعمیر ہائی سکیورٹی بیرک / سیل سنٹرل جیل لاہور	76 اسیران کے لئے
زیر تعمیر ہائی سکیورٹی بیرک / سیل سنٹرل جیل راولپنڈی	76 اسیران کے لئے

مزید برآں مندرجہ ذیل جیلوں میں سزائے موت کے اسیران کے لئے سزائے موت کوٹھڑی اور اضافی بیرکوں کی تعمیر کے لئے سال 09-2008 میں رقم مختص کی گئی ہے:۔

ڈیتھ سیل

ڈسٹرکٹ جیل جہلم 32اسیران سزائے موت کے لئے

ڈسٹرکٹ جیل سنٹرل جیل فیصل آباد -ایضا-

2اضافی بیرکس برائے 60اسیران فی بیرک 20اسیران فی بیرک 60عدد

ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ

2اضافی بیرکس برائے 60اسیران فی بیرک -ایضا-

ڈسٹرکٹ جیل مظفر گڑھ

اس طرح 7956 اسیران کی مزید گنجائش ہو سکے گی جس سے Over crowding کے مسئلہ کو حل کرنے میں مدد ملے گی۔ حکومت جیل کے علاوہ اسیران کو کسی اور بلڈنگ میں منتقل کرنے کافی الحال کوئی ارادہ نہیں رکھتی ہے۔

(ج) پنجاب کی جیلوں میں بند قیدی سزائے موت کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔جہاں تک سزائے موت کو عمر قید میں بدلنے کا تعلق ہے تو سمری وزیر اعظم صاحب نے صدر پاکستان کو بھیجی ہے جس پر فیصلہ ہونا باقی ہے۔

(د) جہاں تک قیدیوں کی صلح کا تعلق ہے تو حکومت سزائے موت کے قیدیوں کو صلح کے لئے 60 یوم کی مہلت دیتی ہے اگر صلح نہ ہو تو متعلقہ ڈی سی او سے رپورٹ منگوا کر ہمراہ رحم کی اپیل صدر پاکستان کو بھیج دی جاتی ہے۔

پنجاب کی جیلوں میں قیدیوں کے مسائل

*537: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) موجودہ حکومت نے پنجاب کی جیلوں میں قید کتنے قیدیوں کو جو جرمانہ کی رقم ادا نہیں کر سکتے تھے اپنے خزانے سے رقم ادا کر کے رہا کروایا، ضلع وار ان کے نام و تعداد کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) پنجاب میں اس وقت کتنے ایسے قیدی ہیں جو جرمانہ کی ادائیگی نہ کرنے کی وجہ سے ابھی تک قید ہیں، نام و تعداد کی تفصیل فراہم کریں اور کیا موجودہ حکومت ان کی رہائی کے بارے میں بھی غور کر رہی ہے؟

(ج) پنجاب کی جیلوں میں کتنے ایسے قیدی ہیں جن کو پھانسی اور قید بامشقت کی سزا ہوئی اور ان میں سے کتنے قیدی ہیں، جو مشقت کی سزا کاٹ چکے ہیں لیکن ان کو پھانسی نہیں دی گئی اور کیوں؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) وزیر اعظم پاکستان نے مبلغ -/4716526 روپے سرکاری خزانے سے ادا کئے ہیں اور اس رقم سے 67 قیدی رہا ہوئے ہیں۔ جیل وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس وقت پنجاب کی جیلوں میں کل 160 قیدی جرمانہ / دیت وغیرہ ادا نہ کرنے کی وجہ سے بند ہیں لہذا حکومت پنجاب مخیر حضرات کے ذریعے ان اسیران کو رہا کروانے کی کوشش کر رہی ہے۔

(ج) پنجاب کی جیلوں میں سزائے موت کے اسیران سے مشقت نہیں لی جاتی سزائے موت اسیران کی اپیل وائز تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پنجاب کی جیلوں میں قیدیوں کی تعداد و گنجائش کا معاملہ

*653: انجنیئر قمر اسلام راجہ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

پنجاب کی کی جیلوں میں کل کتنے افراد کی گنجائش موجود ہے اور اس وقت وہاں پر بند قیدیوں کی اصل تعداد کتنی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

پنجاب کی جیلوں میں اس وقت 21527 اسیران کی گنجائش ہے جبکہ جیلوں میں موجودہ تعداد 61976 ہے جن کی جیل وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سنٹرل جیل اڈیالہ، راولپنڈی میں قیدیوں کی گنجائش و دیگر تفصیلات

*780: راجہ شوکت عزیز بھٹی: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) سنٹرل جیل اڈیالہ، راولپنڈی میں اس وقت کتنے قیدیوں کے رکھنے کی گنجائش ہے اور کتنے قیدی جیل / حوالات میں موجود ہیں؟

(ب) کیا سنٹرل جیل اڈیالہ میں اس وقت قیدیوں کی موجودہ تعداد کے لئے مناسب طبی سہولیات موجود ہیں، اگر نہیں تو مستقبل قریب میں حکومت تمام قیدیوں کو مناسب طبی سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) راولپنڈی ضلع کے تمام تحصیل ہیڈ کوارٹرز پر جوڈیشل لاک اپ میں کتنے حوالاتی رکھنے کی گنجائش ہے اور اس وقت کتنے حوالاتی موجود ہیں؟

(د) تحصیل گوجر خان کے حوالاتیوں کو تحصیل میں جوڈیشل لاک اپ کے ہونے کے باوجود سنٹرل جیل اڈیالہ راولپنڈی میں کس لئے بھیجا جاتا ہے نیز سنٹرل جیل اڈیالہ میں تحصیل گوجر خان کے حوالاتیوں کو بھیجنے کا کیا معیار ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) سنٹرل جیل اڈیالہ، راولپنڈی میں کل اسیران کو رکھنے کی گنجائش 1994 ہے جبکہ اس وقت جیل ہذا میں 5913 اسیران مقید ہیں۔

(ب) سنٹرل جیل اڈیالہ، راولپنڈی میں مقید اسیران کے لئے مناسب سہولیات موجود ہیں۔ دو فل ٹائم میڈیکل آفیسر اور پیرا میڈیکل سٹاف ہمہ وقت قیدیوں کی دیکھ بھال کے لئے موجود رہتا ہے وافر مقدار میں ہر طرح کی ادویات سٹاک میں موجود ہوتی ہیں جیل ہسپتال میں آؤٹ ڈور کے علاوہ قیدی مریضوں کے داخلے کے لئے ان ڈور علاج کی سہولت بھی موجود ہے اس کے علاوہ جیل ہسپتال میں تشخیص کے لئے الٹرا ساؤنڈ، ایکسرے، ای سی جی اور لیبارٹری کی سہولیات موجود ہیں۔ دانتوں کے علاج کے لئے ڈینٹل یونٹ بھی موجود ہے۔

شدید بیماری کی صورت میں کسی قیدی کو ایمرجنسی ڈی ایچ کیو ہسپتال شفٹ کرنے کے لئے ایمبولینس کی سہولت موجود ہے۔

ڈی ایچ کیو ہسپتال سے وقتاً فوقتاً تمام سپیشلسٹ ڈاکٹر صاحبان کی ٹیم قیدی مریضوں کے بہتر علاج معالجہ کے لئے جیل کا دورہ کرتی رہتی ہے۔

(ج) ضلع راولپنڈی کے دو تحصیل ہیڈکواٹرز مری اور گوجر خان میں جوڈیشل لاک اپ موجود ہیں اور ان میں بالترتیب 15 اور 110 اسیران کو رکھنے کی گنجائش ہے۔آج مورخہ 29-07-2008 کو جوڈیشل لاک اپ مری میں 10 حوالاتی جبکہ جوڈیشل لاک اپ گوجر خان میں 40 حوالاتی مقید ہیں۔

(د) معمولی نوعیت کے جرائم میں ملوث حوالاتیوں کو جوڈیشل لاک اپ گوجر خان میں رکھا جاتا ہے جبکہ منشیات ،سمگلنگ ،ڈکیتی ، قتل ،زنا، اغواء اور دہشت گردی جیسے سنگین مقدمات میں ملوث حوالاتیوں کواڈیالہ جیل،راولپنڈی میں بھیجا جاتا ہے۔

پنجاب کی جیلوں میں قیدیوں کو رکھنے کی گنجائش و دیگر تفصیلات

*929 میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب کی جیلوں میں کتنے قیدیوں کو رکھنے کی گنجائش ہے؟

(ب) اس وقت جیلوں میں کتنے قیدی رکھے ہوئے ہیں،ان میں کتنے قیدی بند ہیں؟

(ج) جیلوں میں قیدیوں کی تعداد کم کرنے کے لئے کیااقدامات زیر غور ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات(چودھری عبدالغفور)

(الف) پنجاب کی جیلوں میں اس وقت 21527 اسیران رکھنے کی گنجائش ہے۔

(ب) اس وقت پنجاب کی جیلوں میں کل 61672 قیدی / حوالاتی مقید ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

حوالاتی	قیدی	قیدی سزائے موت	ٹوٹل
42964	11883	6825	61672

(ج) جیلوں میں اسیران کی بڑھتی ہوئی تعداد کو روکنے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے جارہے ہیں:-

ہر ماہ کے آخری ہفتے میں متعلقہ جناب ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحبان اپنے ضلع کی جیلوں کا دورہ کرتے ہیں اور معمولی جرائم میں بند اسیران کو ذاتی مچلکوں پر رہا کرتے ہیں اس کے

علاوہ ہر ماہ سیشن جج صاحبان کی صدارت میں ہر ضلع میں میٹنگ منعقد ہوتی ہیں جس میں اسیران کے مقدموں کی جلد از جلد سماعت کے لئے احکامات جاری کئے جاتے ہیں۔

ضلع بھکر میں جیل کی تعمیر نو کا مسئلہ

*982: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا ضلع بھکر میں جیل کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے اگر ہاں تو اب تک اس سلسلہ میں کیا پیشرفت ہو چکی ہے؟

(ب) مذکورہ بالا جیل کے لئے بجٹ 09-2008 میں کتنی رقم مختص کی گئی ہے؟

(ج) میانوالی جیل میں بھکر کے اسیران کی آمد و رفت اور دیگر اٹھنے والے اخراجات کی مد میں سال 2007 سے اب تک حکومت کتنی رقم خرچ کر چکی ہے، آگاہ فرمائیں؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) بھکر جیل میں تعمیر کا کام شروع ہے اور جیل کی تعمیر 44 فیصد تک مکمل ہو چکی ہے۔

(ب) بھکر جیل کی تعمیر کے لئے مالی سال 09-2008 میں ایک کروڑ دس لاکھ روپے کا بجٹ مختص کیا گیا ہے۔

(ج) میانوالی جیل میں بھکر کے اسیران کی آمد و رفت اور دیگر اٹھنے والے اخراجات کی مد میں سال 08-2007 سے لے کر اب تک -/67589،38 روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

خواتین جیل ملتان میں قیدیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*991: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) خواتین جیل ملتان میں اسیران کی موجودہ تعداد کیا ہے اور قیدیوں کی کتنی گنجائش ہے؟

(ب) حکومت نے مذکورہ بالا جیل کی توسیع، مرمت اور اضافی کمروں کی تعمیر کے لئے بجٹ 09-2008 میں کتنی رقم مختص کی ہے اگر نہیں کی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا حکومت خواتین کے لئے صوبے کے دیگر اضلاع میں سب جیلز تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو اب تک اس سلسلے میں کتنی پیشرفت ہو چکی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) زنانہ جیل ملتان میں اس وقت 119 اسیران خواتین ہمراہ 15 بچگان مقید ہیں جبکہ جیل کی منظور شدہ گنجائش 166 ہے جس کے مطابق اسیران کو باآسانی جیل رکھا جا سکتا ہے

(ب) حکومت پنجاب نے جیل ہذا کی تعمیر و توسیع پروگرام دیا ہوا ہے جس کے مطابق اسیران کی ملاقات کے لئے آنے والے عزیز واقارب کے لئے ائیر کنڈیشنڈ انتظار گاہ، انٹرویو شیڈ کی توسیع اور اندرون جیل باتھ روم میں ٹائلز بچھانے کے لئے بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کو کیس بھیج دیا گیا ہے۔

(ج) جی ہاں! اس سلسلہ میں راولپنڈی سنٹرل جیل کے قریب ایک زنانہ جیل بنانے کا منصوبہ ہے اس کے لئے زمین لی جا رہی ہے جیسے ہی اس کی خریداری کی رقم موصول ہو گی تو نئی جیل کا کام Layout plan اور تخمینہ جات تیار کئے جائیں گے اور منظوری پر اس کی تعمیر کا کام شروع ہو جائیگا۔

ساہیوال جیل میں قیدیوں کے ساتھ ناروا سلوک

*1072: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جیل مینوئل کے مطابق جیل کے کسی قیدی یا حوالاتی پر تشدد نہیں کیا جا سکتا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سنٹرل جیل ساہیوال میں قیدیوں اور حوالاتیوں پر تشدد کیا جاتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ جیل کے چیف سنٹرل ٹاور / چکر (اکرم پہلوان)، امدادی چیف سنٹرل ٹاور / چکر (خضر حیات) و دیگر ملازم جیل میں قیدیوں اور حوالاتیوں سے باقاعدہ پیسے لیتے ہیں اور پیسے نہ دینے والے قیدیوں اور حوالاتیوں پر تشدد کرتے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ جیل کے مذکورہ ملازمین سنٹر نمبر 8 کمرہ نمبر 3 میں قید حوالاتیوں کو پیسے نہ دینے کی پاداش میں تشدد کا نشانہ بناتے رہے ہیں اور بنا رہے ہیں؟

(ہ) اگر مذکورہ بالا سوالوں کے جواب اثبات میں ہیں تو کیا حکومت جیل مینوئل کی خلاف ورزی، پیسے لینے اور تشدد کرنے والوں کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو کیوں؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے جیل انتظامیہ مکمل طور پر پاکستان پریزن رولز کے مطابق عمل کرتی ہے۔

(د) ایسی کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

(ہ) اس قسم کی جب بھی کوئی شکایت محکمہ جیل کے حکام بالا کے علم میں لائی جاتی ہے تو اس پر بمطابق قانون فوراً کارروائی کی جاتی ہے اور الزام ثابت ہونے پر سخت تادیبی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

لاہور، کوٹ لکھپت جیل میں موبائل فون
کے استعمال کے مضرات

*1322: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کوٹ لکھپت جیل میں قیدیوں میں موبائل فون کا استعمال بہت زیادہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ملزمان کا موبائل فون کے ذریعے باہر بیٹھے ہوئے اشتہاری ملزمان سے باقاعدہ رابطہ ہے؟

(ج) کیا حکومت جیل میں خطرناک قیدیوں سے موبائل فون لے کر باہر بیٹھے ہوئے اشتہاریوں سے رابطے کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک ممکن ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) جیل میں موبائل فون استعمال کرنے کی ہر گز اجازت نہیں ہے جیل داخل ہونے والے ملزمان اپنے خفیہ جسمانی اعضاً میں موبائل فون لے جانے کی کوشش کرتے ہیں جس کو حتی المقدور ناکام بنایا جاتا ہے اگر کسی سے کوئی موبائل فون برآمد ہو تو حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ ملزمان کا بیرونی عناصر کے ساتھ کوئی رابطہ ہے کیونکہ روزانہ کی بنیاد پر مختلف اوقات میں بیرکس کی اچانک تلاشی کی جاتی ہے اگر کسی اسیر سے موبائل فون برآمد ہو تو بمطابق jail manual کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے البتہ اکثر قیدی / حوالاتی ہر دوسرے تیسرے دن عدالت پیشی کے لئے حوالہ پولیس کئے جاتے ہیں جو صبح سے شام تک پولیس حراست میں ہوتے ہیں اس دوران اگر ان کا رابطہ بیرونی عناصر سے ہوتا ہے تو بعید از قیاس نہ ہے۔

(ج) جیل انتظامیہ حتی المقدور کوشش کر رہی ہے کہ اندرون جیل موبائل فون سمگل نہ ہو سکیں اس سلسلے میں حکومت کی جانب سے جدید ترین آلات، سکین مشین، metal detectors اور واک تھروگیٹ نصب کئے گئے ہیں جیل انتظامیہ ہمہ وقت منفی عناصر کی سرگرمیوں کو روکنے کے لئے کوشاں ہے مزید یہ کہ موبائل جام کرنے والے آلات کی تنصیب کا معاملہ بھی زیر غور ہے

جناب افتخار احمد خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے۔ I am sorry gentleman. No, when I say no I mean it. پلیز! آپ تشریف رکھیں۔

جناب افتخار احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ہو سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ آپ ایسا کریں کہ آپ مجھے بات کر لینے دیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

جناب افتخار احمد خان: جناب سپیکر! یہ انتہائی اہمیت کا حامل issue ہے۔ بات کرنا ضروری ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کے پاس بات کرنے کا ایک فورم موجود ہے۔اچھے طریقے سے میں آپ کی بات سننے کے لئے تیار ہوں لیکن اس طریقے سے آئیں گے تو میں ضرور سنوں گا۔

جناب افتخار احمد خان: بات یہ ہے کہ منسٹر صاحب جواب دینے لگے تھے تو میں فوراً کھڑا ہو گیا ہوں۔ میں نے صحافی کالونی کے بارے میں جو لاء منسٹر نے assurance کرائی تھی اس کے بارے میں پوچھنا تھا۔

جناب سپیکر: اب وہ آگے چلے گئے ہیں۔ I am sorry, no gentleman! Sorry, extremely sorry for that. جی، لاء منسٹر! آپ نے صحافی کالونی کی assurance کرائی تھی؟ یہ اس کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ آپ نے اس سلسلے میں کیا کیا ہے؟ بتائیے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ صحافی بھائیوں نے complaint کی ہے کہ ان کے جو معاملات کالونی سے متعلق الاٹمنٹ کے اور موقع پر نشاندہی کے ہیں ان میں کچھ سست روی سے کام لیا جا رہا ہے۔ میں نے ان سے request کی ہے کہ اس سلسلے میں اجلاس سے فارغ ہو کر جو متعلقہ authorities ہیں میں ان سے بھی بات کر لیتا ہوں اور کوشش کروں گا کہ Monday کو ان کو یہاں بلا کر ان کی صحافی کالونی سے متعلقہ جو نمائندے ہیں ان کو ساتھ بٹھا کر جہاں جہاں یہ نشاندہی کریں گے کہ کوئی سست روی ہو رہی ہے تو اس کی کوشش کریں گے کہ وہ معاملہ resolve ہو جائے۔

جناب سپیکر: جی، میرے خیال میں آپ نے صحافی حضرات کی بات سُن لی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میں نے ان کو چٹ بھیج دی ہے۔ انہوں نے میری طرف چٹ بھیجی تھی تو میں نے اس پر تحریراً عرض کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں جی! انتظار کریں، انشاء اللہ ٹھیک ہو گا۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: جی، تحریک استحقاق سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے، یہ move تو ہو چکی ہے۔ لاء منسٹر صاحب اب اس بارے میں کچھ بتائیں گے؟

ایڈیشنل آئی۔جی (ٹریننگ) فیاض میر کا رکن اسمبلی سے ہتک آمیز رویہ

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):اس کا نمبر 22 ہے ۔ جناب سپیکر ! اس کو pending کرایا تھا۔ میں یہ چاہتا تھا کہ جو متعلقہ آفیسر ہیں۔ان سے meeting کراؤں اور وہ اپنے رویے پر معذرت کریں تو میں نے اپنے آفس میں ان کی meeting کرائی تھی اور میری موجودگی میں جو متعلقہ آفیسر تھے انہوں نے اس معاملے میں جو پیش آیا تھا معذرت بھی کی اور وہاں پر mover بھی تھے according to my observation satisfy ۔اب آپ ان سے پوچھ لیں۔

جناب سپیکر: جی،جناب!

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! لاء منسٹر کے کمرہ میں ایڈیشنل آئی جی فیاض میر نے معافی مانگی تھی مگر میں نے کہا تھا کہ پہلے میرے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے---

مہر سلطان سکندر بھروانہ: جناب سپیکر!دیکھیں! مزاری صاحب کو کیا ہو گیا ہے؟ وہ بے ہوش ہو گئے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر سردار شوکت حسین مزاری کو دل کا دورہ پڑا
اور تمام معزز ممبران ان کے پاس آکر جمع ہو گئے)

جناب سپیکر: ڈاکٹر کو بلائیے گا۔پانی پلائیں۔آپ لوگ ایک طرف ہو جائیں--- جوتے اتار دیں--- ایمبولینس کا انتظام کریں۔آپ ایک طرف ہو جائیں، رش نہ کریں، ان کے پاؤں ذرا دبائیں۔ Oh ! My God... ہم میں سے کوئی ڈاکٹر ہے، اسمبلی میں کوئی ہمارے ممبران میں سے ڈاکٹر ہے؟

ایک معزز رکن: جناب سپیکر!ڈاکٹر اسد اشرف ان کے پاس طبی امداد دینے گئے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہاؤس کو Monday تک کے لئے adjourn کر دیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں جی! حالات ایسے ہیں ،اللہ تعالیٰ ان کو صحت دے ۔اب ہم اس ہاؤس کو Monday شام 3 بجے تک کے لئے adjourn کرتے ہیں۔